مجلس انصار اللہ برطانیہ کا تعلیمی، تربیتی اور معلوماتی مجلہ

انصار الدین

جلد ۱۸ نمبر ۶

نومبر و دسمبر ۲۰۲۱ء   نبوت و فتح ۱۴۰۰ء ہجری شمسی   ربیع الاول و ربیع الثانی ۱۴۴۳ ہجری قمری

وَ اَنۡفِقُوۡا مِنۡ مَّا رَزَقۡنٰکُمۡ مِّنۡ قَبۡلِ اَنۡ یَّاۡتِیَ اَحَدَکُمُ الۡمَوۡتُ فَیَقُوۡلَ رَبِّ لَوۡ لَاۤ اَخَّرۡتَنِیۡۤ اِلٰۤی اَجَلٍ قَرِیۡبٍ ۙ فَاَصَّدَّقَ وَ اَکُنۡ مِّنَ الصّٰلِحِیۡنَ ﴿۱۱﴾

اور خرچ کرو اس میں سے جو ہم نے تمہیں دیا ہے پیشتر اس کے کہ تم میں سے کسی کو موت آ جائے تو وہ کہے اے میرے ربّ! کاش تو نے مجھے تھوڑی سی مدّت تک مہلت دی ہوتی تو میں ضرور صدقات دیتا اور نیکوکاروں میں سے ہو جاتا۔

(الۡمُنٰفِقُوۡنَ ۶۳:۱۱)



Assigned to Majlis Ansarullah UK by Beloved Huzoore Aqdas, Mirza Masroor Ahmad, Khalifa-tu-Masih V (may Allah be his Helper).

2 Operating Theaters

8 Bed Ward

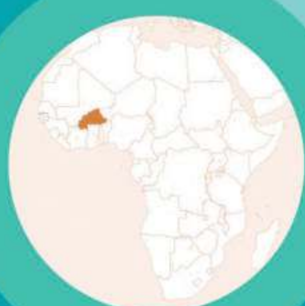
250 Seat Auditorium

2 Private Rooms

6 Consultant Rooms

SADQA JAARIYA

**Millions of people, including children, are suffering with an eye disease called "Cataract"
They are at the risk of blindness if not cured in time.**



نحن انصار الله

MAJLIS ANSARULLAH UNITED KINGDOM

Masroor Eye Institute, Burkina Faso
A Project of Majlis Ansarullah UK

Web: https://mei2020.org
Call0: 20 8874 6630
Emai: lhelpdesk@ansarullahuk.org



Catering for all eye illnesses an treatments in Burkina Faso including the whole of West Africa

WEST AFRICA



- Operating Theatres
- Inpatient Facilities
- Outpatient Diagnostics
- Consulting Rooms
- Optometrist & Opticians
- Laboratory
- Pharmacy
- 250 - Seat Auditorium
- Teaching Facilities
- Telemedicine Options

BURKINA FASO

STATE OF THE ART LATEST EQUIPMENT

Our humble request is for donations and regular payment arrangements owards this noble cause.

Scan & Donate **Standing Order**

We can provide further information and assist you in setting up your regular donations.

020 8874 6630

مجلس انصاراللہ برطانیہ کا تعلیمی، تربیتی اور معلوماتی مجلّہ
نومبر و دسمبر 2021ء

انصارالدین

جلد 18 نمبر 6

انصاراللہ کا عہد

اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ
وَ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ

مَیں اقرار کرتا ہوں کہ اسلام احمدیت کی مضبوطی اور اشاعت اور نظام خلافت کی حفاظت کے لئے انشاءاللہ تعالیٰ آخر دم تک جدوجہد کرتا رہوں گا اور اس کے لئے بڑی سے بڑی قربانی پیش کرنے کے لئے ہمیشہ تیار رہوں گا۔ نیز مَیں اپنی اولاد کو بھی ہمیشہ خلافت سے وابستہ رہنے کی تلقین کرتا رہوں گا۔ (انشاءاللہ)

فہرست مضامین

تمام انصار اپنا جائزہ لیں کہ کیا آپ حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشاد کے تحت جماعت احمدیہ کی ترقیات اور احمدیوں کی حفاظت کے لئے روزانہ دو نفل ادا کر رہے ہیں اور ہفتہ وار نفلی روزہ کا اہتمام کر رہے ہیں؟

صدر مجلس: ڈاکٹر چوہدری اعجاز الرحمٰن
قائد اشاعت: نعیم گلزار
مدیر: محمود احمد ملک
نائبین: صفدر حسین عباسی، میر انجم پرویز
ڈیزائننگ: عامر ملک

Ansaruddin
33 Gressenhall Road,
SW18 5QH London
United Kingdom
E: ansaruddin@ansarullahuk.org



درس القرآن

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا نُوْدِيَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ وَ ذَرُوا الْبَيْعَ۔ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ۔
فَاِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوْا فِي الْاَرْضِ وَ ابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ۔ وَاِذَا رَاَوْا تِجَارَةً اَوْ لَهْوًا
انْفَضُّوْا اِلَيْهَا وَتَرَكُوْكَ قَآئِمًا۔قُلْ مَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ مِّنَ اللَّهْوِ وَمِنَ التِّجَارَةِ۔ وَاللّٰهُ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ۔ (سورة الجمعة:12-10)

ان آیات کا ترجمہ ہے کہ اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! جب جمعہ کے دن کے ایک حصہ میں نماز کے لئے بلایا جائے تو اللہ کے ذکر کی طرف جلدی کرتے ہوئے بڑھا کرو اور تجارت چھوڑ دیا کرو۔ یہ تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم علم رکھتے ہو۔ پس جب نماز ادا کی جا چکی ہو تو زمین میں منتشر ہو جاؤ اور اللہ کے فضل میں سے کچھ تلاش کرو اور اللہ کو بکثرت یاد کرو تا کہ تم کامیاب ہو جاؤ۔ اور جب وہ کوئی تجارت یا دل بہلاوہ دیکھیں گے تو اس کی طرف دوڑ پڑیں گے اور تجھے اکیلا کھڑا ہوا چھوڑ دیں گے۔ تُو کہہ دے کہ جو اللہ کے پاس ہے وہ دل بہلاوے اور تجارت سے بہت بہتر ہے اور اللہ رزق عطا کرنے والوں میں سے بہت بہتر ہے۔

2009ء کے رمضان المبارک کے آخری جمعہ کے خطبہ میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے مذکورہ بالا آیت کے حوالے سے فرمایا:

پس ہمیشہ ہر احمدی کو یاد رکھنا چاہیے کہ جمعہ کا خاص اہتمام کر کے جمعہ پر آنا ہی حقیقی جمعۃ الوداع ہے۔ جمعہ پر ہم اپنے تمام کاروبار اور مصروفیات چھوڑ کر اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق آئیں تا کہ اللہ تعالیٰ کی برکات جو جمعہ کے ساتھ وابستہ ہیں انہیں سمیٹیں۔ اور یہ برکات سمیٹتے ہوئے جب ہم جمعہ کے بعد اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق اپنی دنیاوی مصروفیات میں مشغول ہونے جا رہے ہیں تو اس دعا اور ارادے کے ساتھ کہ اللہ تعالیٰ کے ذکر کو نہیں بھولیں گے اور عبادات کے باقی لوازم بھی حسب شرائط پوری طرح ادا کرنے کی کوشش کریں گے۔ اور آج کا جمعہ پڑھ کر مسجد سے نکلنا آئندہ ہفتے میں آنے والے جمعہ کے استقبال کی تڑپ پیدا کرنے والا ہونا چاہیے اور ہوگا۔ نہ کہ ہمیں کسی ایسے جمعۃ الوداع کی ضرورت ہے جو رمضان کا آخری جمعہ ہو، جو سال میں ایک دفعہ آتا ہے اور پھر اللہ تعالیٰ کا حقیقی خوف نہ رکھنے والے یہ بھول جاتے ہیں کہ سال کے اکاون باون جمعے اور بھی ہیں جن کا استقبال اتنا ہی ضروری ہے جتنا رمضان کے آخری جمعے کا۔ پس آج کا جمعہ جو اس رمضان کا آخری جمعہ ہے یہ ہمیں اس طرف توجہ دلانے والا ہو اور خاص طور پر ان لوگوں کے لئے جن سے سارا سال جمعہ کی ادائیگی میں سستی ہوتی رہی کہ آج اس جمعہ میں ہم یہ عہد کرتے ہیں کہ آئندہ اس جمعہ کو جو رمضان کا آخری جمعہ ہے الوداع کر کے ہم اگلے سال رمضان میں آنے والے جمعہ کا استقبال نہیں کریں گے بلکہ آئندہ ہفتے میں آنے والے جمعہ کا استقبال کریں گے۔ لیکن یہ کبھی نہ ہو کہ اس جمعہ سے فارغ ہونے کے بعد ہم اپنی برائیوں، کمزوریوں، خامیوں، سستیوں کو یکسر بھول جائیں بلکہ ہمیشہ ان کو یاد رکھتے ہوئے اپنی اصلاح کی طرف قدم بڑھانے والے ہوں۔ مَیں امید رکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس رمضان میں جمعہ پر جو حاضری یہاں مسجد بیت الفتوح میں ہمیں نظر آتی رہی ہے وہ دنیا میں ہر جگہ ہماری مساجد میں نظر آئی ہوگی۔

میری یہ بھی دعا ہے کہ خدا کرے کہ مسجد میں جمعہ کے لئے آنے کا یہ خوش کن رجحان ہمیشہ کے لئے قائم رہے اور ہر احمدی کو اس بات کے لئے دعا بھی کرنی چاہیے۔ اس زمانے میں ہر احمدی کی یہ ایک بہت بڑی ذمہ داری ہے کیونکہ یہی ان آیات سے ثابت ہے جو مَیں نے تلاوت کی ہیں۔ یہ سورۃ جمعہ کے آخری رکوع کی آیات ہیں اور ان کو شروع ہی اس طرح کیا گیا ہے کہ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا یعنی اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو، جب جمعہ کے لئے بلایا جائے تو پھر تمہارا ایک ہی مقصود و مطلوب ہونا چاہیے کہ جمعہ کی نماز پڑھنی ہے اور باقی تمام کاموں کی حیثیت اب ثانوی ہو گئی ہے۔

(حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطبہ جمعہ فرمودہ 18 ستمبر 2009ء سے انتخاب)



حدیث النبی ﷺ

جمعہ کی اہمیت کے بارے میں آنحضرت ﷺ نے کس طرح ہمیں توجہ دلائی اور یہودیوں اور عیسائیوں سے کس طرح ہمیں ممتاز فرمایا ہے اس کا ایک روایت میں ذکر آتا ہے۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول کریم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ قیامت کے دن آخِرِینْ ہونے کے باوجود اور باوجود اس کے کہ انہیں کتاب پہلے دی گئی ہم سابقین ہوں گے۔ یہ ان کا وہ دن ہے جو ان پر فرض کیا گیا تھا مگر انہوں نے اختلاف کیا مگر خدا تعالیٰ نے ہماری اس کی طرف درست راہنمائی کر دی۔ اب لوگ ہمارے پیچھے ہی چلیں گے۔ یہود ایک دن بعد اور نصاریٰ پرسوں۔

(بخاری کتاب الجمعہ باب فرض الجمعۃ حدیث نمبر 876)

آنحضرت ﷺ نے اس دن کی اہمیت کے بارہ میں ہمیں بہت کھول کر بتایا ہے کہ کیوں یہ دن ہمارے لئے اہم ہے۔ اس لئے کہ یہ حضرت آدم کی پیدائش اور وفات کا دن ہے اور حضرت آدم علیہ السلام ہماری روحانی زندگی کی ابتدا میں ایک مقام رکھتے ہیں۔ جس کے بارہ میں قرآن کریم میں بھی خدا تعالیٰ نے بڑا واضح فرمایا ہوا ہے اور پھر مسیح موعود کو بھی خدا تعالیٰ نے آدم کا نام دیا ہے اور اُس کے زمانے میں احیائے دین آپ علیہ السلام سے وابستہ ہے۔ پس احمدیوں کے لئے جمعوں کا اہتمام ایک انتہائی ضروری چیز ہے۔ تبھی ہماری سمتیں بھی درست رہیں گی۔ تبھی ہم ہمیشہ ان برکات سے فائدہ اٹھاتے رہیں گے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت کے ساتھ وابستہ ہیں۔ حضرت اوسؓ بن اوس بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تمہارے دنوں میں سے بہترین دن جمعہ کا ہے۔ اس میں حضرت آدم پیدا کئے گئے اور اسی دن فوت ہوئے۔ اسی دن صور پھونکا جائے گا اور اسی دن بیہوشی طاری ہوگی۔ پس اس دن مجھ پر بکثرت درود بھیجو کیونکہ اس دن تمہارا یہ درود میرے سامنے پیش کیا جائے گا۔

(سنن ابی داؤد کتاب الصلوٰۃ باب فضل یوم الجمعۃ ولیلۃ الجمعۃ حدیث نمبر 1047)

پھر ایک دوسری حدیث ہے جس میں حضرت ابولبابہؓ بن منذر سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جمعہ کا دن دنوں کا سردار ہے اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ عظیم ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک یوم الاضحیٰ اور یوم الفطر سے بھی بڑھ کر ہے۔ اس دن کی پانچ خصوصیات ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس دن آدم کو پیدا کیا۔ دوسری اللہ نے اس دن حضرت آدم کو زمین پر اتارا۔ تیسری اس دن اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم کو وفات دی۔ چوتھی اس دن میں ایک گھڑی ایسی بھی آتی ہے کہ اس میں بندہ حرام چیز کے علاوہ جو بھی اللہ تعالیٰ سے مانگے تو وہ اسے عطا کرتا ہے۔ اور پانچویں یہ ہے کہ اسی دن قیامت برپا ہوگی۔ مقرب فرشتے آسمان، زمین اور ہوائیں اور پہاڑ اور سمندر اس دن سے خوف کھاتے ہیں۔

(ابن ماجہ۔ کتاب اقامۃ الصلوٰۃ وسنۃ فیھا۔ باب فی فضل الجمعۃ حدیث نمبر 1084)

ان احادیث سے مزید وضاحت ہو جاتی ہے کہ اس دن کی کیا اہمیت ہے جیسا کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ مجھ پر کثرت سے درود بھیجو۔ ویسے تو عام طور پر بھی درود بھیجنا چاہیے لیکن فرمایا ہر جمعہ کو کثرت سے بھیجو۔ اس لئے ہر جمعہ کو یہ اہتمام خاص طور پر کرنا چاہیے کیونکہ دعاؤں کی قبولیت کا آنحضرت ﷺ پر درود بھیجنے سے بڑا تعلق ہے۔ قرآن کریم میں بھی خدا تعالیٰ نے یہ فرمایا کہ اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ۔ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا (الاحزاب:57) کہ اللہ اپنے بندے پر رحمت نازل کرتا ہے اور اس کے فرشتے بھی اور اے لوگو! جو ایمان لائے ہو تم بھی اس نبی پر درود اور سلام بھیجتے رہو۔ پس جیسا کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس میں ایک گھڑی ایسی آتی ہے جو قبولیت دعا کی گھڑی ہے۔ (صحیح بخاری کتاب الجمعۃ باب الساعۃ التی فی یوم الجمعۃ حدیث نمبر 935) تو دعا کی جو گھڑی ہے اس میں جو دعا خدا تعالیٰ نے سکھائی ہے یعنی درود، وہ اگر ہم کریں گے تو ہماری جو باقی وقتوں میں کی گئی دعائیں ہیں اس درود کی برکت سے قبولیت کا درجہ پائیں گی۔ پس جمعہ کے دن ہمیں درود شریف پڑھنے کا بھی خاص طور پر اہتمام کرنا چاہیے۔

(حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطبہ جمعہ فرمودہ 18 ستمبر 2009ء سے انتخاب)



امام الکلام ۔ کلام الامام

علیہ الصلوٰۃ والسلام

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعودعلیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

’’مجھ سے پوچھا گیا تھا کہ امریکہ اور یورپ میں تعلیم اسلام پھیلانے کے لئے کیا کرنا چاہیے۔ کیا یہ مناسب ہے کہ بعض انگریزی خوان مسلمانوں میں سے یورپ اور امریکہ میں جائیں اور وعظ اور منادی کے ذریعہ سے مقاصد اسلام اُن لوگوں پر ظاہر کریں۔ لیکن مَیں عموماً اس کا جواب ہاں کے ساتھ کبھی نہیں دوں گا۔ مَیں ہرگز مناسب نہیں جانتا کہ ایسے لوگ جو اسلامی تعلیم سے پورے طور پر واقف نہیں اور اس کی اعلیٰ درجہ کی خوبیوں سے بکلّی بے خبر اور نیز زمانہ حال کی نکتہ چینیوں کے جوابات پر کامل طور پر حاوی نہیں ہیں اور نہ روح القدس سے تعلیم پانے والے ہیں وہ ہماری طرف سے وکیل ہوکر جائیں۔ میرے خیال میں ایسی کارروائی کا ضرر اس کے نفع سے اقرب اور اَسْرَع الوقوع ہے اِلّا ماشاء اللہ۔ بلاشبہ یہ سچ بات ہے کہ یورپ اور امریکہ نے اسلام پر اعتراضات کرنے کا ایک بڑا ذخیرہ پادریوں سے حاصل کیا ہے اور ان کا فلسفہ اور طبعی بھی ایک الگ ذخیرہ نکتہ چینی کا رکھتا ہے۔ مَیں نے دریافت کیا ہے کہ تین ہزار کے قریب حال کے زمانہ نے وہ مخالفانہ باتیں پیدا کی ہیں جو اسلام کی نسبت بصورت اعتراض سمجھی گئی ہیں حالانکہ اگر مسلمانوں کی لاپرواہی کوئی بدنتیجہ پیدا نہ کرے تو ان اعتراضات کا پیدا ہونا اسلام کے لئے کچھ خوف کا مقام نہیں۔ بلکہ ضرور تھا کہ وہ پیدا ہوتے تا اسلام اپنے ہر یک پہلو سے چمکتا ہوا نظر آتا۔ لیکن ان اعتراضات کا کافی جواب دینے کے لیے کسی منتخب آدمی کی ضرورت ہے جو ایک دریا معرفت کا اپنے صدر منشرح میں موجود رکھتا ہو جس کے معلومات کو خدائے تعالیٰ کے الہامی فیض نے بہت وسیع اور عمیق کر دیا ہو۔ اور ظاہر ہے کہ ایسا کام ان لوگوں سے کب ہوسکتا ہے جن کی سماعی طور پر بھی نظر محیط نہیں اور ایسے سفیر اگر یورپ اور امریکہ میں جائیں تو کس کام کو انجام دیں گے اور مشکلات پیش کردہ کا کیا حل کریں گے۔ اور ممکن ہے کہ ان کے جاہلانہ جوابات کا اثر معکوس ہو جس سے وہ تھوڑا سا ولولہ اور شوق بھی جو حال میں امریکہ اور یورپ کے بعض منصف دلوں میں پیدا ہوا ہے جاتا رہے اور ایک بھاری شکست اور ناحق کی سبکی اور ناکامی کے ساتھ واپس ہوں۔

سو میری صلاح یہ ہے کہ بجائے ان وعظوں کے عمدہ عمدہ تالیفیں اِن ملکوں میں بھیجی جائیں۔ اگر قوم بدل وجان میری مدد میں مصروف ہو تو مَیں چاہتا ہوں کہ ایک تفسیر بھی تیار کرکے اور انگریزی میں ترجمہ کرا کر اُن کے پاس بھیجی جائے۔ مَیں اس بات کو صاف صاف بیان کرنے سے رہ نہیں سکتا کہ یہ میرا کام ہے۔ دوسرے سے ہرگز ایسا نہیں ہوگا جیسا مجھ سے یا جیسا اُس سے جو میری شاخ ہے اور مجھ ہی میں داخل ہے۔ ہاں اس قدر مَیں پسند کرتا ہوں کہ ان کتابوں کے تقسیم کرنے کے لئے یا اُن لوگوں کے خیالات اور اعتراضات کو ہم تک پہنچانے کی غرض سے چند آدمی ان ملکوں میں بھیجے جائیں جو امامت اور مولویت کا دعویٰ نہ کریں بلکہ ظاہر کردیں کہ ہم اس لئے بھیجے گئے ہیں کہ تا کتابوں کو تقسیم کریں اور اپنے معلومات کی حد تک سمجھاویں اور مشکلات اور مباحث دقیقہ کا حل ان اماموں سے چاہیں جو اس کام کے لئے ملک ہند میں موجود ہیں۔

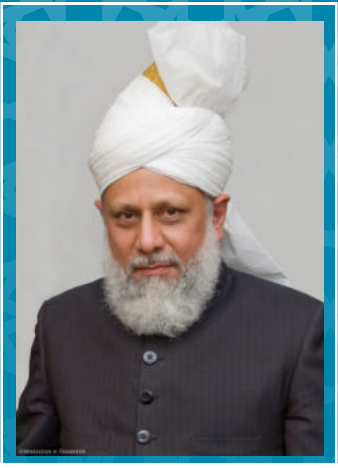
اس میں کچھ شک نہیں کہ اسلام میں اس قدر صداقت کی روشنی چمک رہی ہے اور اس قدر اس کی سچائی پر نورانی دلائل موجود ہیں کہ اگر وہ اہلِ تحقیق کے زیر توجہ لائی جاویں تو یقیناً وہ ہر یک سلیم العقل کے دل میں گھر کر جاویں۔ لیکن افسوس کہ ابھی وہ دلائل اندرونی طور پر بھی اپنی قوم میں شائع نہیں چہ جائیکہ مخالفوں کے مختلف فرقوں میں شائع ہوں۔ سوانہی براہین اور دلائل اور حقائق اور معارف کے شائع کرنے کے لئے قوم کی مالی امداد کی حاجت ہے۔ کیا قوم میں کوئی ہے جو اس بات کو سنے؟‘‘

(ازالہ اوہام۔ حصہ دوم۔ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 516۔520، مطبوعہ لندن)

فرمودات

حضرت خلیفۃالمسیح الخامس

ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز



سیّدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

''(جیسا کہ یہود پر سبت کے روز کچھ بھی نہ کرنے کی پابندی لگائی گئی تھی لیکن) مسلمانوں پر یہ بھی خدا تعالیٰ کا فضل ہے کہ پورے دن کی پابندی نہیں لگائی گئی کہ کچھ نہیں کرنا بلکہ جمعہ کی نماز کے بعد دنیاوی کاموں میں مصروف ہونے کی اجازت دی ہے۔ لیکن یہ اجازت ایک شرط کے ساتھ ہے۔ ایک تو یہ کہ اللہ تعالیٰ کے ذکر کو نہیں بھولنا۔ دوسرے اللہ تعالیٰ کا فضل تلاش کرنا ہے یا ترتیب کے لحاظ سے اللہ تعالیٰ کا فضل تلاش کرنا ہے اور اس کا ذکر کرنا ہے۔ تو جو شخص اس بات کو ذہن میں رکھتے ہوئے اپنے دنیاوی کام کرے گا کہ مَیں یہ کام اللہ تعالیٰ کے اس حکم کے تحت کر رہا ہوں کہ خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ میرا فضل تلاش کرو تو فوراً یہ خیال بھی دل میں آئے گا کہ میرا کوئی کام ایسا نہ ہو جو صرف دنیاوی لالچ کے زیر اثر ہو۔ میرا کاروبار، میری ملازمت، میری تجارت ان اصولوں پر چلتے ہوئے ہو جو تقویٰ کی طرف لے جانے والے ہیں۔ میں کہیں یہ نہ سمجھوں کہ کیونکہ یہ دنیاوی کاروبار ہے اس لئے اس میں یہ دھوکا جائز ہے۔ نہیں بلکہ جب خدا تعالیٰ کا فضل مانگنا ہے تو پھر ہمارا ہر معاملہ صاف اور شفاف ہونا چاہیے۔ دوسرے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کو بکثرت یاد کرو۔ اس سے ایک تو ہمیشہ یہ خیال رہے گا کہ مَیں نے اپنی عبادتوں کی حفاظت کرنی ہے۔ دوسرے یہ کہ میرے کام اگر اچھے ہو رہے ہیں، ان میں کامیابی حاصل ہو رہی ہے تو اس لئے کہ میرا پورا توکّل خدا تعالیٰ کی ذات پر ہے۔ اور پھر آخری آیت میں خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ رزق دینے والی اصل ذات جو ہے خدا تعالیٰ کی ذات ہے۔ کاروباروں میں برکت پڑتی ہے تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے پڑتی ہے۔ تمہاری کوئی پہچان ہے تو خدا تعالیٰ کے فضل کی وجہ سے ہے۔ اس لئے جب آخری زمانے میں مسیح موعود کو مان لو تو پھر دنیاوی لالچیں اور دنیاوی کھیل تماشے تمہارے سے بہت دور چلے جانے چاہئیں۔ اگر یہ اپنے سے دور نہ پھینکیں تو تمہاری حالت ایسی ہوگی جیسے تم نے مسیح موعود سے یہ عہد بیعت کر کے کہ ہم اپنی جان مال وقت اور عزت کو قربان کرنے کے لئے ہر وقت تیار رہیں گے، پھر مسیح موعود کو اکیلا چھوڑ دیا اور مسیح موعود نے جس کام کے لئے تمہیں جمع کیا تھا، ایک جماعت بنائی تھی، جماعت میں شامل ہونے کے لئے کہا تھا، اسے بھول گئے۔ خدا تعالیٰ سے کام کیا تھا یہی کہ خدا تعالیٰ سے ایک خاص تعلق جوڑنا، اللہ تعالیٰ کی عبادت اور اس کے ذکر سے اپنی زندگیوں کو سجانا اور اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے حقوق ادا کرنا۔ گویا اللہ تعالیٰ نے اس بات کو آزمانے کے لئے کہ تمہارا کس حد تک آخرین میں بھیجے ہوئے آنحضرت ﷺ کے عاشق صادق کے ساتھ تعلق ہے اور کس حد تک تم اس بات میں سچے ہو کہ ہم مسیح موعود سے کئے گئے عہد بیعت کو نبھانے والے ہیں، جمعہ پر حاضر ہونا تمہارا معیار مقرر کیا ہے۔ پس ہر احمدی کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہیے کہ جمعہ کے لئے مسجد آنا یا اگر مسجد نہیں ہے تو چند احمدیوں کا اکٹھے ہو کر، جمع ہو کر جمعہ پڑھنا انتہائی اہم ہے۔ پس صرف رمضان کا آخری جمعہ یا رمضان کے جو باقی جمعے ہیں صرف وہی مسجد کی حاضری بڑھانے والے اور دکھانے والے نہ ہوں بلکہ سارا سال ہی ہمیں یہ نظر آئے کہ ہماری مسجدیں اپنی گنجائش سے تھوڑی پڑ گئی ہیں۔ اب یہ نمازیوں سے چھلکنی شروع ہو گئی ہیں۔

...... ہر قسم کی نیکیاں جو جمعہ کی نماز کے علاوہ جمعہ کے دن کی جاتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کا اجر بھی کئی گنا بڑھا دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے حکم کی بجا آوری سے بڑھ کر تو کوئی نیکی نہیں ہے اور حکم بھی وہ جو انتہائی فرائض میں داخل ہے۔ پس جمعہ کی نماز کے لئے آنا نیکیوں میں سب سے زیادہ بڑھانے کا موجب بنتا ہے اور یہی چیز ہے جو منافق اور مومن کی پہچان بھی کرواتا ہے۔''

(خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ بتاریخ 18 ستمبر 2009ء)

اداریہ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی
'انصاراللہ' کو زرّیں نصائح

(خطاب بر موقع اجتماع مجلس انصاراللہ یو کے 2021ء کی روشنی میں)

مجلس انصاراللہ کے عہد کو ہمیں ہمیشہ پیش نظر رکھنے کی ضرورت ہے جس میں خدا تعالیٰ کی توحید اور رسول کریم ﷺ کی رسالت کا اقرار کرنے کے بعد ہم یہ وعدہ کرتے ہیں کہ:

''مَیں اقرار کرتا ہوں کہ اسلام احمدیت کی مضبوطی اور اشاعت اور نظام خلافت کی حفاظت کے لیے ان شاء اللہ تعالیٰ آخر دم تک جدوجہد کرتا رہوں گا اور اس کے لیے بڑی سے بڑی قربانی پیش کرنے کے لیے ہمیشہ تیار رہوں گا۔ نیز مَیں اپنی اولاد کو بھی ہمیشہ خلافت سے وابستہ رہنے کی تلقین کرتا رہوں گا۔''

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 12 ستمبر 2021ء کو مجلس انصاراللہ یو کے کے سالانہ اجتماع کے اختتامی اجلاس میں بصیرت افروز خطاب فرمایا اور سیّدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاکیزہ ارشادات کی روشنی میں انصار کو زریں نصائح فرماتے ہوئے حقیقی معنوں میں انصاراللہ بننے کی پُر اثر تلقین فرمائی۔ بے شک یہ سارا خطاب ہی اُن توقعات کا آئینہ دار ہے جو ہمارے آقا ایدہ اللہ تعالیٰ نے ہم انصار سے باندھی ہیں تا کہ ہم اپنے عہد کے مطابق خلافت احمدیہ کے دست راست بن کر خدمتِ دین کی سعادت حاصل کرسکیں۔ اس پُر معارف خطاب کی بازگشت مجلس انصاراللہ کے اجلاسات عام اور دیگر پروگراموں میں سنائی دیتی رہے گی۔ تاہم ذیل میں اس اہم خطاب میں سے چند نکات پیش خدمت ہیں جنھیں مکرم ڈاکٹر سر افتخار احمد ایاز صاحب نے مرتب کر کے برائے اشاعت بھجوایا ہے۔ فجز اہم اللہ احسن الجزاء

سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

(1) آپ جو اپنے آپ کو انصاراللہ کہتے ہیں اس بات کو ہر وقت سامنے رکھیں کہ انصاراللہ تبھی کہلا سکتے ہیں جب اس زمانے کے امام اللہ تعالیٰ کے فرستادہ حضرت مسیح موعود اور مہدی معہود کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے صرف نام کے انصاراللہ نہ ہوں بلکہ اس روح کو سمجھتے ہوئے نحنُ انصاراللہ کا نعرہ لگائیں۔

(2) انصاراللہ کی عمر تو ایسی عمر ہے کہ جس میں اگلی زندگی کا سفر زیادہ واضح نظر آتا ہے اور آنا چاہیے۔ جتنی عمر بڑھتی ہے موت اتنی ہی قریب ہوتی جاتی ہے۔ اس میں ہماری ترجیحات کیا ہونی چاہئیں پھر میں کہوں گا اس کا اندازہ ہم خود ہی سوچ کر لگا سکتے ہیں۔ ہمیں تقویٰ اختیار کرنا چاہیے۔

(3) اللہ تعالیٰ نے اس زمانے میں تکمیل اشاعت دین کا کام حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سپرد کیا ہے یعنی تبلیغ اسلام کا عظیم کام آپ کے سپرد کیا گیا ہے اور یہی کام کرنے کی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی جماعت کے افراد سے توقع کی ہے۔

(4) انصاراللہ کو سب سے بڑھ کر تبلیغ اسلام کا عظیم کام کرنے کا مخاطب اپنے آپ کو سمجھنا چاہیے۔

(5) پس ہمیں اپنے عہد بیعت کو نبھانے کے لیے اپنے انصاراللہ کے عہد کو نبھانے کے لیے اس عظیم کام میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مددگار بننے کے لیے اپنی تمام تر صلاحیتوں کے ساتھ اس عظیم کام کو سرانجام دینے کے لیے میدان میں اترنا ہوگا تبھی ہم حقیقی انصاراللہ کہلا سکتے ہیں۔

(6) صرف منہ سے دعویٰ کر دینا کہ ہم انصاراللہ ہیں کافی نہیں ہے۔ اس کے لیے ہمیں اپنے جائزے بھی لینے ہوں گے۔

(7) دین کا پیغام دنیا کے کونے کونے میں پھیلانا کوئی آسان کام نہیں ہے۔ اس کے لیے ہمیں تعلق باللہ میں بھی ترقی کرنی ہوگی اور تقویٰ میں بھی ترقی کرنی ہوگی۔

(8) ہمیں اپنے جائزے لینے کی ضرورت ہے کہ کیا ہم نے اپنی حالتوں میں وہ تبدیلی پیدا کر لی ہے یا اس تبدیلی کے پیدا کرنے کی کوشش کر رہے ہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مشن کو آگے بڑھانے کے لیے ضروری ہے۔ اگر نہیں تو ہمارا نحنُ انصار اللہ کا نعرہ بے مقصد اور بے بنیاد ہے۔

(9) ہمیں بہت گہرائی میں جا کر اپنے جائزے لینے کی ضرورت ہے کہ ہم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مددگار کس طرح بن سکتے ہیں؟ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہم سے کیا چاہتے ہیں؟ ہمیں اس معیار کو حاصل کرنے کے لیے اپنے اندرونے کو کنگھالنا ہوگا، اپنے اندر جھانکنا ہوگا۔

(10) حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک احمدی کا جو معیار بیان فرماتے ہیں، انصار اللہ کہلانے والوں کا کیا معیار ہونا چاہیے خود ہی ہمیں اپنے جائزے لینے ہوں گے۔

(11) جب خدا تعالیٰ کا ارادہ انسانی خلقت سے صرف عبادت ہے تو مومن کی شان نہیں کہ کسی دوسری چیز کو عین مقصود بنا لے۔ حقوقِ نفس تو جائز ہیں مگر نفس کی بے اعتدالیاں جائز نہیں۔

(12) اگر زندگی کے مقصد کو ہم سمجھ گئے تو ہم حقیقی انصار میں شامل ہو جائیں گے کیونکہ یہی معیار حاصل کرنے والے وہ لوگ ہیں جو نبی کے حقیقی مددگار بن سکتے ہیں۔

(13) حضور انور نے فرمایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اس سلسلہ سے خدا تعالیٰ نے یہی چاہا ہے اور اس نے مجھ پر ظاہر کیا ہے کہ تقویٰ کم ہو گیا ہے۔ اب اللہ تعالیٰ نے یہ ارادہ کیا ہے کہ وہ دنیا کو تقویٰ اور طہارت کی زندگی کا نمونہ دکھائے۔ اسی غرض کے لیے اس نے یہ سلسلہ قائم کیا ہے۔ وہ تطہیر چاہتا ہے اور ایک پاک جماعت بنانا اس کا منشاء ہے۔

پس اس بات کے بعد ہمیں اپنے جائزے لینے چاہئیں کہ ہماری حقیقت میں تطہیر ہو گئی ہے۔ کیا ہم نے اپنی زندگیوں کو اتنا پاک کر لیا ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہم سے چاہتے ہیں۔

(14) تبلیغ کے لیے یہ دو باتیں ہمیشہ یاد رکھنی چاہئیں کہ اپنے عمل اور تعلیم میں مطابقت پیدا کرنا اور دوسرے صبر سے کام لیتے ہوئے مستقل مزاجی سے اور برداشت سے تبلیغ کرتے چلے جانا ہے۔ پس ہمیں اس حوالے سے بھی اپنے جائزے لینے چاہئیں اور تبلیغ کے کام کو آگے بڑھانا چاہیے۔

(15) انصار اللہ قرآن کریم کے حکموں کی تلاش کریں۔ جو نواہی اور اوامر ہیں ان کو دیکھیں۔ جو نہ کرنے والی باتیں ہیں ان سے رکیں۔ جو کرنے والی باتیں ہیں ان کو اختیار کریں۔ اپنی حالتوں کو بہتر بنائیں۔ تبھی انصار اللہ حقیقی بیعت کا حق ادا کر سکتے ہیں اور تبھی ہم حقیقی رنگ میں انصار اللہ بن کے یہ پیغام دنیا کو پہنچا سکتے ہیں اور دنیا کو سیدھے رستے پہ چلا سکتے ہیں۔

(16) انصار اللہ کو حقیقی انصار اللہ بننے کے لیے بہت غور کرنے کی ضرورت ہے۔ پس اللہ تعالیٰ کی محبت ہمیں اپنے دل میں پیدا کرنے کی بہت کوشش کرنی چاہیے کہ ہمارے عمل بھی اس وقت حقیقی عمل بنیں گے جب ہم خدا تعالیٰ کی محبت کی وجہ سے نیکیاں بجا لانے کی کوشش کریں گے۔

(17) حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ بھی فرمایا ہے کہ ہماری کامیابی دعاؤں سے ہی ہونی ہے۔ پس جب ہم اپنی عملی حالتوں کی تبدیلی کے ساتھ دعاؤں اور عبادات کے اعلیٰ معیار حاصل کرنے کی کوشش کریں گے تو تبھی ہم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حقیقی انصار میں شمار ہو سکتے ہیں۔

(18) ہم انصار اپنی اگلی نسلوں کے ذہنوں میں سوال پیدا کرنے کی بجائے ان کی اصلاح اور جماعت سے جوڑنے کا ذریعہ بن سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

(19) اپنے خطاب کے آخر میں سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے دعا کروائی اور دعا سے قبل فرمایا کہ اس وقت مَیں جس جگہ سے بول رہا ہوں، خطاب کر رہا ہوں یہ ایم ٹی اے اسلام آباد کا نیا سٹوڈیو ہے اور آج پہلی دفعہ یہاں سے یہ پروگرام جاری ہو رہا ہے گویا کہ انصار اللہ کے اس اجتماع کے ساتھ اس کا افتتاح بھی ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ اس کو بھی اسلام کا پیغام، دین کا پیغام پہنچانے کا ذریعہ بنائے اور پہلے سے بڑھ کر ایم ٹی اے کے ذریعہ سے دنیا میں اسلام کا حقیقی پیغام پہنچ سکے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب انصار کو ان بابرکت نصائح کو پیشِ نظر رکھنے اور ان پر گامزن ہونے کی توفیق عطا فرمائے تا کہ ہم حقیقی معنوں میں انصار اللہ میں شامل ہو کر اپنے عہد کے مطابق مقبول عمل بجا لانے والے ہوں۔ آمین۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے اس پُر معارف اختتامی خطاب کا مکمل متن آئندہ شمارے میں ہدیۂ قارئین کیا جائے گا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ

(محمود احمد ملک)

حضرت اَمّاں جان

حضرت سیدہ نصرت جہاں بیگم صاحبہؓ حرم حضرت مسیح موعودؑ

(عبدالرحمٰن شاکر)

حضرت اماں جان نصرت جہاں بیگم صاحبہؓ 1865ء میں دلّی میں حضرت میر ناصر نواب صاحبؓ کے ہاں پیدا ہوئیں۔ حضرت میر صاحبؓ حسینی سید تھے۔ ابتدائی تعلیم و تربیت گھر پر ہوئی۔ آپ کی والدہ کا نام سیّد بیگم تھا۔ چھوٹے بھائی ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحبؓ اور میر محمد اسحاق صاحبؓ تھے۔

حضرت میر ناصر نواب صاحبؓ کے ماموں میر ناصر حسین محکمہ نہر لاہور میں افسر تھے۔ ان سے کام سیکھا اور محکمہ نہر میں ہی ملازم ہوگئے۔ کچھ عرصہ کے بعد قادیان سے جانب شمال موضع سٹھیالی میں آگئے۔ پھر موضع تتلے تقرری ہوئی جو قادیان سے سوا میل شمال مشرق کی طرف ہے۔ مرزا غلام قادر صاحب جو حضرت اقدسؑ کے بڑے بھائی تھے وہ بھی ان دنوں محکمہ نہر میں ہی ملازم تھے۔ ایک محکمہ میں ہونے اور قریب قریب تقرری کی وجہ سے دونوں کی گہری واقفیت ہوگئی۔

ایک دفعہ اماں جی کی والدہ بیمار ہوگئیں تو حضرت مسیح موعودؑ کے والد صاحب سے علاج کے لیے قادیان ساتھ میں آئیں۔ اس کے بعد پھر ایک موقع پر تقریباً ایک ماہ تک مرزا صاحب کے گھر میں ٹھہرنے کا موقع ملا۔

میر ناصر نواب صاحب نہایت دیانتدار تھے۔ کبھی ایک دھیلہ بھی رشوت کا نہ لیا۔ ایک محکمانہ ضمانت کے طور پر ایک سو روپیہ داخل کرنا تھا ورنہ ملازمت کو خطرہ تھا۔ میر صاحبؓ نے صاف کہہ دیا کہ میرے پاس اتنا روپیہ نہیں ہے۔ سب لوگ جانتے ہیں کہ اوورسیئر پھر محکمہ نہر کے ہزاروں روپیہ اوپر سے کما لیتے ہیں مگر میر صاحبؓ کے پاس ایک سو روپیہ بھی نہ تھا۔ آخر خدا نے انگریز افسر کے دل میں یہ بات ڈال دی کہ بہت ہی شریف آدمی ہے لہٰذا اس کی ضمانت معاف کردی جائے۔

میر صاحبؓ نے لکھا ہے کہ جس وقت یہ لڑکی (حضرت امّاں جان) پیدا ہوئی اسی وقت سجدہ میں گر گیا کہ الٰہی اب اس کا تمام بندوبست تو نے ہی کرنا ہے اور فرماتے تھے کہ ہمیشہ یہی دعا کرتا تھا کہ خدایا! داماد دینا تو نیک اور صالح ہو۔ میر صاحبؓ کے اپنے سینکڑوں رشتے دار موجود تھے مگر میر صاحب ان رشتہ داروں کو خوب جانتے تھے اور ان میں سے ایک بھی پسند نہ تھا۔

حضرت اقدسؑ کی پہلی بیوی حرمت بی بی کو حضرتؑ سے کچھ زیادہ لگاؤ نہ تھا اور علیحدہ رہتی تھیں۔ (حضرت مسیح موعودؑ کی اہلیہ اوّل یعنی مرزا سلطان احمد کی والدہ کا نام بھی حرمت بی بی تھا اور بھابی کا نام بھی حرمت بی بی تھا۔)

خدا کے حکم سے حضورؑ نے نکاحِ ثانی کرنا چاہا تو خود ہی میر ناصر نواب صاحبؓ کو تحریک کی۔ اب میر صاحبؓ کے لیے مشکل یہ تھی کہ نیک اور صالح داماد ملا مگر لڑکی کی عمر سے 20 سال عمر زیادہ ہے (اس وقت حضرت صاحب کی عمر 49 سال تھی) دوسرے پنجابی تھے۔ اہل دِلّی پنجابیوں کو پسند نہ کرتے تھے۔ پنجابی زبان سے بھی ان کو شدید چڑ تھی۔ کہتے تھے کہ یہ بڑی ثقیل زبان ہے۔ بہرحال رزق حلال میں پلی ہوئی لڑکی کے لیے خدا تعالیٰ کی مشیّت نے اپنے مسیح موعودؑ کو چن لیا۔

1884ء میں شادی ہوئی۔ حضرت صاحب دو آدمی ہمراہ لے کر گئے۔ ایک حضرت شیخ حامد علی صاحبؓ جو حضرت مولوی عبدالرحمٰن صاحبؓ فاضل امیر جماعتِ احمدیہ قادیان کے ماموں تھے اور دوسرے قادیان کا ایک ہندو لالہ ملاوامل صاحب۔ صرف 300 روپیہ ساتھ تھا جو ملاوامل صاحب نے اپنی کمر سے باندھا ہوا تھا۔ نوٹ تو اس زمانہ میں ہوتے نہ تھے۔ وہی روپیہ جا کر میر صاحبؓ کے سامنے رکھ دیا۔ میر ناصر نواب صاحبؓ نے اپنے رشتہ داروں کو خبر ہی نہ کی اور مولانا سید نذیر حسین دہلوی کو بلا کر عصر کے بعد نکاح کر دیا۔ گیارہ سو روپے حق مہر مقرر ہوا۔

حضرت صاحبؓ جب اپنی اہلیہ کو لے کر قادیان آئے تو مغرب کے بعد کا وقت تھا۔ تمام خاندان مخالف۔ کوئی استقبال کرنے والا ہی نہ تھا۔ حضرت امّاں جان کے ہمراہ دلّی سے ایک عورت فاطمہ بیگم آئی تھی۔ وہ بھی حیران کہ لڑکی کو کہاں دے دیا ہے۔ ایک کمرے میں ایک کُھری بان کی چارپائی تھی اور بس۔ اس لیے کہ باقی تمام گھر پر تو قبضہ بھابھی کا تھا جو سخت مخالف تھی۔ یہ بھی غنیمت تھا کہ وہ معمولی کھانا ہی دے دیتی تھی۔

بہرحال ان حالات میں حضرت اَماں جانؓ قادیان وارد ہوئیں۔ اب آپ دیکھ لیں کہ خدا تعالیٰ نے آپ کو کس قدر بھاگ لگایا، کس قدر برکت دی کہ رہتی دنیا تک لوگ رشک کریں گے۔ آخر کس چیز کی کمی رہی؟ قیامت تک جہاں جہاں بھی احمدی پائے جائیں گے۔ آپ سب کی اُمّ شمار ہوتی رہیں گی۔ خدا نے اسی لئے حضرت کو الہاماً فرمایا!

اُشْکُرْ نِعْمَتِیْ رَأَیْتَ خَدِیْجَتِیْ

میرا شکر کر تُو نے میری خدیجہ کو پایا

اس زمانہ میں حضرت صاحب کے گھر کے اندر کنواں نہ تھا بلکہ مرزا سلطان احمد صاحب کے گھر کے عین باہر تھا۔ گرمیوں میں ایک دن حضرت امّاں جانؓ کچھ

باقی صفحہ 24 پر ملاحظہ فرمائیں

نظام وصیت میں شمولیت کی سعادت پانے والے پہلے بابرکت وجود
اور سب سے پہلے واقف زندگی ہونے کا اعزاز پانے والے
حضرت بابا محمد حسن صاحب رضی اللہ عنہ

(انور رشید۔ سویڈن)

حضرت بابا محمد حسن صاحبؓ کے والد ماجد کا نام مولوی کرم الدین صاحب اور دادا کا نام چوہدری صدرالدین صاحب تھا۔ آپ کے والد سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعویٰ سے قبل وفات پا چکے تھے۔ آپ کا خاندان آرائیں تھا اور بمقام بنی اوجلہ ضلع گورداسپور میں پھیلا ہوا تھا۔

(ملخص از رسالہ 'الراعی' لاہور جنوری فروری 1968 صفحہ 30 تا 36)

حضرت بابا محمد حسن صاحبؓ کی پیدائش 11 جولائی 1870ء بمقام اوجلہ ہوئی۔ اوجلہ قادیان سے سترہ میل کے فاصلہ پر شمال مشرق میں واقعہ ہے۔ آپ نے گھریلو حالات بہتر نہ ہونے کے سبب بمشکل پرائمری سکول تک تعلیم حاصل کی۔ 1892ء میں آپ کی شادی ہوئی اور 1893ء میں آپ کے ہاں حضرت مولانا رحمت علی صاحب کی ولادت ہوئی۔ مکرم چودھری عبدالستار صاحب بی اے آنرز ایل ایل بی (جو حضرت منشی عبدالعزیز صاحب اوجلویؓ کے داماد تھے) نے حضرت بابا محمد حسن صاحبؓ کے حالات مرتب کیے ہیں۔ آپؓ خود فرماتے ہیں:

''مَیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ابتداء میں سخت مخالف تھا۔ اُس وقت مَیں ڈاکخانہ میں بحیثیت چٹھی رساں ملازم تھا۔ اپنے بھائی منشی عبدالعزیز صاحب اوجلوی کو احمدیت کی وجہ سے سخت الفاظ کہہ دیا کرتا مگر حضرت اقدسؑ کی شان میں برے الفاظ نہ کہتا۔ آخر ایک روز میرے دل میں خیال آیا کہ گذشتہ انبیاء کے وقت میں بھی بہت سے لوگ شک میں رہے اور ان کو قبول نہ کیا۔ ایسا نہ ہو کہ مرزا صاحب واقعی وقت کے امام ہوں اور مَیں ان کے انکار کی وجہ سے منکرین کے زمرہ میں شامل ہو جاؤں۔ اس لیے مَیں نے اس معاملہ میں خدا تعالیٰ سے رو رو کر دعائیں کرنا شروع کیں۔ مَیں قبرستان میں دعائیں کرتا تا خدا تعالیٰ میری ہدایت فرمائے۔ لوگوں میں چرچا ہو گیا کہ رات کے وقت آج کل قبرستان میں کوئی جن یا چڑیل روتی رہتی ہے۔ مَیں نے دل میں سوچا کہ ایسا نہ ہو کہ لڑکے مجھے قبرستان میں جن یا چڑیل سمجھ کر مارنے لگ جائیں اس لیے مَیں نے قبرستان میں دعا کرنا ترک کر دیا۔ اب مَیں اپنے گاؤں اوجلہ کی مسجد میں دعائیں کرتا اور روتا۔ لوگ کہتے کہ مسجد میں کوئی جن آ گیا ہے اور وہ رات کو روتا رہتا ہے۔ پھر مَیں نے مسجد بھی چھوڑ دی جنگل میں میری کچھ زراعتی زمین تھی، اس جگہ مَیں نے دعائیں کرنا اور رونا شروع کیا۔ جب چودہ روز مجھے اسی طرح دعائیں کرتے گذر گئے تو اس وقت چاند کی چودھویں رات تھی۔ میرے چاروں طرف میدان تھا جس میں کوئی فصل وغیرہ نہ تھی۔ مَیں درود شریف پڑھ رہا تھا۔ مجھے یکدفعہ غنودگی آئی اور دائیں طرف سے مجھے آواز آئی: '' تیرا نام کیا ہے؟ مَیں نے کہا محمد حسن۔ پھر مَیں نے اُس بلانے والے سے دریافت کیا کہ تیرا نام کیا ہے؟ اتنے میں میری آنکھ کھل گئی۔ مَیں نے اردگرد دیکھا تو کوئی آدمی نہ تھا۔ مَیں حیران ہو کر پھر درود شریف پڑھنے میں مشغول ہو گیا۔ اس کے بعد پندرھویں رات مَیں نے خواب میں قادیان کی تمام زمین دیکھی اور مسجد اقصیٰ میں کثرت سے لوگ دیکھے۔ ایک شخص کو کھڑے تقریر کرتے دیکھا۔ کسی شخص نے مجھے پکڑا اور کہا یہ خلیفہ ہے۔ مَیں نے اس شخص کو کہا: مَیں خلیفہ نہیں پوچھتا، مَیں اصل امام وقت پوچھتا ہوں۔ اس نے کہا کہ ذرا ٹھہر جاؤ۔ پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام تشریف لائے اور اس شخص نے کہا کہ یہ اصل امامِ وقت ہیں۔ مَیں حضورؑ کے سامنے جا بیٹھا اور خواب میں بیعت کرنے لگا۔ جب یہ الفاظ بیعت پڑھے: رَبِّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ وَاعْتَرَفْتُ بِذَنْبِیْ فَاغْفِرْلِیْ ذُنُوْبِیْ فَاِنَّہٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ۔ تو میری چیخیں نکل گئیں اور لوگ کہنے لگے کہ یہ سچا ایمان لایا ہے۔ پھر میری آنکھ کھل گئی۔ مگر پھر مَیں دوبارہ سو گیا اور دیکھا کہ: سائیں رحمت اللہ، جو ہمارے گاؤں میں خادم مسجد تھا اور فوت ہو گیا ہوا تھا، اُس نے مجھے خواب میں کہا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو حضرت جبرائیل علیہ السلام ایک جنگل میں چھوڑ گئے ہیں۔

مَیں اپنی خوابیں کسی کو نہ بتلایا کرتا تھا۔ ان دو خوابوں کے دیکھنے کے بعد اسی روز میرے بھائی منشی عبدالعزیز صاحب نے مجھے کہا کہ قادیان جلسہ ہے کیا تم چلو گے؟ مَیں نے کہا ہاں مَیں ضرور چلوں گا۔ راستے میں مَیں نے اُن سے پوچھا کہ کیا بیعت کے وقت رَبِّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ ... پڑھاتے ہیں؟ میرے بھائی نے کہا: تمہیں کیسے پتہ ہے؟ مَیں خاموش ہو گیا کیونکہ مَیں خوابیں نہیں بتلایا کرتا تھا۔ جب مَیں قادیان پہنچا تو جو نظارہ مَیں نے خواب میں دیکھا تھا وہی قادیان میں دیکھا۔ جب مسجد اقصیٰ میں مَیں گیا تو ایک شخص کھڑا ہو کر تبلیغ کرنے لگا۔ یہ حضرت مولوی نورالدین صاحبؓ (خلیفۃ المسیح الاوّل) تھے۔ مَیں نے خواب میں انہی کو تقریر کرتے ہوئے دیکھا تھا۔ پھر ہم بیٹھے رہے۔ تھوڑی دیر کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام تشریف لائے۔ آپؑ کی وہی شکل تھی جو مَیں نے خواب میں دیکھی تھی۔ پھر مَیں نے بیعت کر لی اور الفاظ بیعت میں رَبِّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ والی دعا بھی پڑھی۔ بیعت کرتے ہی میرے دل میں یہ گذرا کہ اب قادیان نہ چھوڑنا چاہیے۔ خواہ بھیک مانگ کر ہی گذارہ کرنا پڑے۔

پھر ہم واپس اپنے گاؤں اوجلہ چلے گئے۔ جو قادیان سے بارہ میل کے فاصلہ پر ہے۔ ہر جمعہ، مَیں پیدل چل کر قادیان میں پڑھتا۔ میرے خیال میں مَیں نے 1898ء یا 1899ء میں بیعت کی۔ مَیں اپنے گاؤں اوجلہ میں اکیلا احمدی

تھا۔ میرے چچازاد بھائی منشی عبدالعزیز صاحب باہر ملازم تھے۔ مَیں اکیلا ہونے کی وجہ سے کچھ گھبرا گیا اور اس امر کے متعلق ایک عریضہ لکھ کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور آگے جا کر حضورؑ کے داہنی طرف بیٹھ گیا۔ رقعہ ابھی میرے پاس ہی تھا مگر حضورؑ نے میرے بیٹھتے ہی بات شروع کر دی کہ بعض دوست گھبراتے ہیں کہ ہم اپنے گاؤں میں اکیلے احمدی ہیں۔ مگر یاد رکھو کہ خدا تعالیٰ متقی کو اکیلا نہیں چھوڑتا۔ اگر اپنے گاؤں یا شہر میں متقی کو آرام ہو تو خدا اسی جگہ اس کے ساتھ ایک جماعت بنا دیتا ہے۔ ورنہ مرکز میں مخلصین کی جماعت میں پہنچا دیتا ہے۔ چنانچہ مَیں پھر واپس اپنے گاؤں میں چلا گیا اور تھوڑے دنوں کے بعد ہی خدا تعالیٰ نے میرے قادیان آنے کا انتظام فرما دیا۔

میرے بھائی منشی عبدالعزیز صاحب نے مولوی محمد علی صاحب کو کہا کہ محمد حسن ہجرت کر کے قادیان آنا چاہتا ہے اس کے لیے اگر کوئی انتظام ہو جائے تو بہتر ہے۔ مولوی محمد علی صاحب نے کہا کہ جس طرح مَیں قادیان آ گیا ہوں اسی طرح محمد حسن صاحب بھی آ جائیں۔ مَیں مارچ 1902ء میں قادیان ہجرت کر کے آ گیا اور رسالہ ''ریویو آف ریلیجنز اردو'' کی جلد بندی کا ٹھیکہ مَیں نے لے لیا۔ مَیں نے مولوی محمد علی صاحب سے کہا کہ اگر یہ رسالہ ہر ماہ کی بیس تاریخ تک تیار نہ ہو تو مَیں ہرجانہ کا ذمہ دار ہوں مگر مَیں یہ چاہتا ہوں کہ مجھ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مبارک مجلس میں جانے سے نہ روکا جائے، جب حضورؑ سیر کے لیے باہر نکلیں تو ہمراہ جانے سے نہ روکا جائے اور حضرت مولوی نورالدین صاحبؓ کے درس میں شامل ہونے سے نہ روکا جائے۔ مولوی محمد علی صاحب نے میری یہ بات خوشی سے قبول کر لی اور مجھ کو ایک چپڑاسی دے دیا جس کا نام اللہ دتہ تھا۔ مَیں نے اُسے کہا کہ ایک وقت کھانا مجھ سے کھا لیا کرو اور اس کے عوض جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام گھر سے باہر تشریف لائیں مجھے اطلاع کرتے رہا کرو۔ اسی وجہ سے مَیں حضرت اقدسؑ کی صحبت میں زیادہ رہا۔

قادیان آنے کے تھوڑے عرصہ بعد میرا ایک شیر خوار لڑکا فوت ہو گیا۔ مَیں قادیان میں کسی کا بھی واقف نہ تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مسجد میں نماز پڑھنے کے لیے آتے ہی حضرت مولوی نورالدین صاحبؓ (خلیفہ اوّل) کو آواز دی۔ مولوی صاحب! مولوی صاحب!۔ مولوی صاحب آگے ہو کر جلدی سے حضورؑ کی طرف بڑھے۔ حضرت نے فرمایا: یہاں ایک دوست محمد حسن صاحب ہیں ان کا لڑکا شیر خوار فوت ہو گیا ہے۔ کیا آپ نے لڑکا دیکھا ہے کیا بیماری تھی؟ مَیں نے آگے بڑھ کر عرض کیا کہ حضور میرا لڑکا تھا۔ فرمانے لگے کیا بیماری تھی؟ عرض کیا کہ میرے خیال میں اٹھرا تھا۔ اس کے بعد مَیں خاموش ہو گیا۔ مَیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سامنے باتیں نہیں کیا کرتا تھا۔ خاموش رہتا تھا۔ حضورؑ بھی سمجھتے تھے کہ مَیں خاموش رہتا ہوں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا: محمد حسن اولاد کس کام کے لیے ہوتی ہے۔ اولاد مشکل وقت میں کام آنے کے لیے ہوتی ہے۔

فرمایا: محمد حسن انسان پر دو مشکل اوقات آتے ہیں۔ ایک دنیا میں اور ایک آخرت میں۔ دنیا میں اگر اولاد بڑی عمر کی ہو جاتی ہے اور باپ بوڑھا ہو جاتا ہے اور اولاد کو نصیحت کرنا چاہتا ہے تو اولاد کہتی ہے۔ ابا جی آپ کی باتیں ہمیں پسند نہیں آتیں۔ ایسی نصیحتیں آپ ہمیں نہ کریں ورنہ ہم الگ ہو جائیں گے یا کسی اَور جگہ چلے جائیں گے۔ یہ بات سن کر ماں باپ کا دل بہت غمگین ہو جاتا ہے کہ اب ہم کیا کریں۔ دوسرا مشکل وقت انسان پر آخر وقت میں آتا ہے۔ دوزخ اور بہشت سامنے ہوتا ہے۔ آدمی کو غم پر غم ہوتا ہے۔ نابالغ بچے جو فوت ہو جاتے ہیں انہیں کہا جائے گا کہ تم بہشت میں چلے جاؤ۔ وہ بچے بہشت میں چلے جائیں گے۔ اس جگہ دیکھیں گے کہ ان کے ماں باپ نہیں ہیں وہ رونے لگ جائیں گے اور کہیں گے اے ربّ! ہمارے ماں باپ کہاں ہیں؟ جس جگہ ہمارے ماں باپ ہیں ہمیں وہاں پہنچا دے۔ حکم ہوگا اپنے ماں باپ کو تلاش کر کے لاؤ۔ پھر وہ اپنے ماں باپ کو تلاش کر کے پہلے ان کو بہشت میں داخل کریں گے، بعد میں خود داخل ہوں گے۔

پھر مجھ کو حضرت اقدسؑ فرمانے لگے: یہ اولاد اچھی یا وہ اولاد اچھی، جو بڑی ہو کر سرکشی اختیار کرتی ہے۔

اس پر تمام لوگ مسجد میں مجھے مبارکباد دینے لگے۔ اللہ اللہ! کیا بلند اخلاق اور بلند شان تھی خدا کے اس فرستادہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو حضورؑ کے اس پاک اسوۂ حسنہ پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم سلسلہ کے بہترین خادم ثابت ہوں۔ آمین'' (روزنامہ الفضل لاہور، 23 دسمبر 1950ء صفحہ 6)

وقفِ زندگی

ایک روز نماز کے لیے گھر سے آتے ہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرمانے لگے: صحابہؓ نے اپنی زندگیاں خدا کی راہ میں وقف کی تھیں۔

پھر نماز شروع ہو گئی۔ مَیں حضورؑ کے اشارے سمجھنے کی کوشش کیا کرتا تھا۔ مَیں نے اسی روز اپنی زندگی وقف کرنے کا عہد کر کے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو تحریراً مطلع کر دیا۔ پھر مَیں نے حضرت مولوی سرور شاہ صاحبؓ کو کہا کہ آپ نے کوئی اشارہ سمجھا؟ انہوں نے کہا ہاں سمجھ لیا۔ مَیں نے عرض کیا مَیں نے اپنے تئیں وقف کر دیا آپ بھی اپنے تئیں وقف کر دیں۔ یہ اشارہ ہوتے ہی مولوی صاحبؓ نے میری تحریک پر اپنا وقف ہونا لکھ دیا۔ میرے رقعہ پر حضورؑ نے فرمایا: ''خدا تعالیٰ تمہاری یہ خدمت قبول فرمائے۔''

سب سے پہلے مَیں نے اپنی زندگی وقف کی۔ دوسرے روز حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے نماز کے لیے گھر سے آتے ہی پھر یہ فرمایا کہ صحابہؓ نے اپنی زندگی وقف کی تھی۔ اس کے بعد نماز شروع ہو گئی۔ تیسرے روز پھر آتے ہی حضورؑ نے فرمایا: مفتی صاحب! مفتی صاحب! (یعنی مفتی محمد صادق صاحبؓ) اخبار میں لکھ دو صحابہؓ نے اپنی زندگیاں وقف کی تھیں۔ جس شخص کا دل چاہے اپنی زندگی وقف کرے جس کا دل چاہے وقف نہ کرے۔

مَیں نے اس وقت خدا کا بہت شکر ادا کیا کہ اس نے مجھ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اشارے سمجھنے کی توفیق عطا فرمائی۔ تیسرے دن بہت سے دوست اپنی زندگیاں وقف کرنے لگے۔

وقف جائیداد اور موصی نمبر اوّل کا امتیاز

مَیں دفتر ریویو آف ریلیجنز اردو میں دفتری کام کرتا تھا۔ ایک روز حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آدھی رات سے ایک مضمون لکھنا شروع کیا اور پریس میں کاپی نویسوں کو حکم دیا کہ باقی سب کاموں کو چھوڑ دو اور اس مضمون کو لکھو تا کہ یہ مضمون آج ہی چھپ جائے۔ یہ کتاب ''الوصیت'' تھی۔ چنانچہ یہ کتاب چھپنی شروع ہو گئی اور مَیں نے اللہ دتہ مددگار کارکن کو ساتھ لیا اور جلدی جلدی فرمے وغیرہ بنانے شروع کر دیے۔ میر مہدی حسن صاحبؓ میرے پاس آئے اور کہا کہ جس طرح ہو سکے مجھے ایک نسخہ آج ہی تیار کر دو۔ یہ کون سی کتاب ہے جو چھپوائی جا رہی ہے؟ مَیں نے میر مہدی حسن صاحبؓ سے کہا پہلے شائع کرنا منع ہے مگر

انہوں نے کہامَیں صبح ہی آپ کولا دوں گا شائع نہ کی جائے گی۔ پھر مَیں نے دو نسخے کتاب کے تیار کئے۔ ایک نسخہ مَیں رات کوخود لے گیا۔ میر صاحبؓ کا مجھے علم نہیں انہوں نے کیا کیا۔ مگر مَیں نے رات کوایک دفعہ الوصیت پڑھی۔ پھر اکیلا بیٹھ کر لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّحَتّٰی تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ کی آیت مدنظر رکھ کرمَیں نے سوچا محمد حسن! تم زمیندار ہو،تم کواس وقت کیا چیز پیاری ہے؟ میرے دل میں آیا کہ زمیندار کونہری زمین پسند ہوتی ہے۔ چنانچہ مَیں نے اپنی نہری زمین وقف کرنے کا ارادہ کرلیا۔ پھر میرے دل میں آیا کہ قادیان میں تجھ کوکیا چیز پیاری ہے؟ اس وقت قادیان میں مکان نہیں ملتے تھے مگر مَیں نے مکان خرید لیا ہوا تھا۔ پس مَیں نے مکان کوبھی دین کے لیے وقف کرنے کا ارادہ کرلیا۔ مَیں اپنی زندگی دین کے لیے پہلے ہی وقف کر چکا تھا۔ مَیں نے سوچا کہ اب تمہارے پاس کیا رہا؟ اس خیال سے میرا دل نہایت خوش ہوا کہ میرا سب مال خدا کا مال ہوگیا اور مَیں نے اپنے پاس کچھ نہیں رکھا۔ صبح ہوتے ہی مَیں نے ایک دوست حافظ عبدالرحیم صاحب کو بُلایا کہ یہ وصیت میری طرف سے لکھ دو۔ اس نے کہا کہ محمد حسن! ابھی تو بالکل حکم وغیرہ نہیں ہوا تم یہ کیا کام کرتے ہو؟ مَیں نے کہا مَیں تم سے مشورہ نہیں چاہتا۔ مَیں نے تم کو ثواب کی خاطر لکھنے کے لیے کہا ہے ورنہ لکھنا مجھے بھی آتا ہے۔ پھر اس نے میری وصیت لکھ دی کہ: میری زمین، میرا مکان اور میری زندگی خدا کے لیے وقف ہے۔ یہ وصیت مَیں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں بھیج دی۔

اس وقت مَیں پہلی شرط وصیت سمجھ نہ سکا۔ مگر میرا یہ طریق تھا کہ جب کبھی کوئی عریضہ حضرت اقدسؑ کی خدمت میں روانہ کرتا تو اس کے ساتھ کچھ نہ کچھ رقم بھیج دیتا۔ اس روز بھی اس وصیت کے ساتھ ایک روپیہ حضرت اقدسؑ کی خدمت میں بھیجا۔ سنا گیا کہ جس وقت حضرت اقدسؑ کی خدمت میں میری وصیت پہنچی اس وقت دفتر کے منشی کو حضورؑ نے بلایا اور فرمایا کہ جلدی نیا رجسٹر لاؤ۔ وہ فوراً نیا رجسٹر لے گیا۔ پھر حضرت اقدسؑ نے میرا نام اس رجسٹر میں سب سے اوّل نمبر پر درج فرمایا اور وہ روپیہ جو مَیں نے وصیت کے ساتھ بھیجا تھا پہلی شرط میں داخل کر دیا۔ اس طرح سب سے اوّل موصی مَیں ہوا۔ پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس روز جلسہ کر کے میری وصیت کے الفاظ اشاروں سے بتا دیے اور فرمایا کہ جو شخص کسی نیک کام کو پہلے کرتا ہے وہ سب کے درجے لے جاتا ہے۔ پھر آہستہ آہستہ لوگوں نے وصیتیں کرنا شروع کیں۔

وقف اولاد

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک روز جلسہ کیا اور تمام بڑے بڑے آدمی جماعت کے بُلائے اور ان سے سوال کیا کہ میری جماعت کے دو بڑے آدمی مولوی عبدالکریم صاحبؓ اور مولوی برہان الدین صاحبؓ فوت ہو گئے۔ بتاؤ ان کی جگہ لینے کے لیے اَور کون تیار ہوئے ہیں؟ لوگوں نے اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ ایک مدرسہ دینیات کھولنے کی تجویز ہوئی۔ بعد میں حضرت اقدسؑ نے فرمایا: دینیات کی شاخ علیحدہ کھولی جائے اور اس میں لڑکے داخل کیے جائیں اور انہیں وہ علوم اس میں پڑھائے جائیں جن سے انہیں کسی ملک میں کوئی مشکل نہ پڑے۔

لوگ اپنے لڑکے وہاں داخل نہیں کرتے تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ شاخ دینیات میں جو لڑکے دیے جائیں مَیں ان لڑکوں کو دیگر ممالک میں جرنیل کر کے روانہ کروں گا۔ میرا ایک ہی لڑکا تھا (یعنی مولوی رحمت علی صاحب مبلغ جاوا وسماٹرا) مَیں نے اس کو مدرسہ احمدیہ میں داخل کرنا چاہا۔ مگر مولوی محمد علی صاحب نے اس کو داخل کرنے سے انکار کر دیا۔ پھر دوسرے روز مَیں نے مولوی محمد علی صاحب سے درخواست کی مگر انہوں نے میرا لڑکا شاخ دینیات میں داخل کرنے سے انکار کر دیا۔

میرا لڑکا چھوٹا تھا۔ تیسرے روز رات کو مَیں نے اپنے بچے رحمت علی کو کہا کہ بیٹا! مَیں تیرے لیے کوشش تو بہت کرتا ہوں مگر وہ مدرسہ احمدیہ میں تمہیں داخل نہیں کرتے۔ میرے لڑکے رحمت علی نے صبح ہوتے ہی مجھ کو کہا کہ میاں جی! مجھ کو الہام ہوا ہے فَسَيَكْفِيْكَهُمُ اللّٰهُ۔ یہ بات بچے کی سن کر مَیں حیران ہوگیا کہ یہ چھوٹا بچہ ہے، بمشکل نو دس سال کا تھا، اس کو الہام ہوا ہے۔ پھر مَیں دفتر چلا گیا اور ایک رقعہ حضرت اقدسؑ کی خدمت میں لکھنا شروع کیا۔ چودھری اللہ داد خاں اس وقت دفتر میگزین ریویو آف ریلیجنز اردو میں ہیڈ کلرک تھے۔ انہوں نے مجھے یہ رقعہ لکھتے دیکھا تو کہا کہ محمد حسن! مولوی محمد علی صاحب کو سب اختیارات حاصل ہیں۔ شاید وہ لکھ دیں کہ رحمت علی کو کہیں داخل نہ کیا جائے۔ مگر مَیں نے کہا کہ یہ رقعہ مجھے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں روانہ کر لینے دو۔ اس وقت ہلکی ہلکی بارش ہو رہی تھی اور حضرت صاحبزادہ میاں بشیر الدین محمود احمد صاحب اس وقت بالکل چھوٹے تھے۔ وہ اچانک دفتر میں آ گئے۔ مَیں نے کہا میاں جی! میرا ایک کام کر دو یہ رقعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں پہنچا دو۔ وہ رقعہ انہوں نے لے لیا اور بھاگ گئے۔ تھوڑی دیر کے بعد پھر آئے اور مجھ کو کہا تمہارا رقعہ حضرت صاحب کو دیا تھا۔ اس پر حضرت صاحب سے جواب لکھوا کر مولوی محمد علی صاحب کو دے آیا ہوں۔ مَیں نے رقعہ میں لکھا تھا:

”آپ کو (حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو) میرا تمام حال معلوم ہے۔ مَیں نے اپنا سب کچھ خدا کی راہ میں وقف کر دیا ہوا ہے۔ میرا ایک ہی لڑکا ہے اسے بھی آج مَیں وقف کرتا ہوں۔ اگر حضورؑ اس کو اپنے حکم سے شاخ دینیات (مدرسہ احمدیہ) میں داخل کرا دیں گے تو مَیں کامیاب ہوگیا۔ مَیں ایک کام پسند نہیں کروں گا کہ میرے لڑکے کو وظیفہ دیا جائے۔ مَیں اپنے لڑکے کو صدقے کے مال سے پڑھانا نہیں چاہتا۔ جہاں سے مَیں کھاؤں گا۔ میرا لڑکا بھی وہاں سے کھائے گا۔“

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس رقعہ پر یہ لکھ کر مولوی محمد علی صاحب کو روانہ کیا:

”مَیں محمد حسن پر بڑا خوش ہوں۔ اس نے مجھ کو لڑکا شاخ دینیات کے لیے دیا ہے۔ میرے حکم سے اس کو شاخ دینیات میں داخل کر دو۔ دوسری بات سے مَیں محمد حسن پر اَور بھی خوش ہوا۔ جو شخص صدقہ کے مال سے پڑھانا چاہتا ہے وہ کامیاب نہیں ہوتا۔ اس پر محمد حسن نے خوب سوچا ہے۔“

اگلے روز مولوی محمد علی صاحب دفتر میگزین ریویو آف ریلیجنز اردو میں آئے مجھ سے بہت ناراض ہونے لگے اور کہنے لگے کہ افسوس تم پہ، میرا خیال تھا کہ رحمت علی کو بی اے، ایم اے کرایا جائے۔ کچھ مَیں مدد کروں گا کچھ تم اس کی پڑھائی میں امداد کرو گے۔ مگر تم نے اس کو ملّا بنانا چاہا ہے۔ (مولوی محمد علی صاحب ہمارے دُور نزدیک سے رشتے دار تھے) مَیں نے عرض کیا: مولوی صاحب! مُلّا لوگ بھی روٹی کھاتے ہیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا تھا اپنے لڑکے شاخ دینیات کے لیے دو، یہ ایک ہی لڑکا تھا سو مَیں نے دے دیا۔ اس لڑکے کا اللہ حافظ ہے۔ یہ وہی لڑکا ہے جو آج کل مولوی رحمت علی مبلغ جاوا وسماٹرا کے نام سے مشہور ہے۔ (روزنامہ الفضل لاہور 26 ستمبر 1950ء صفحہ 5)

حضرت حمزہؓ کی طرح شہرت

مَیں قادیان آیا اور آ کر ایک مکان قادیان میں خریدا۔ جب مکان کی رجسٹری لکھوا کر اپنے گھر آیا۔ تو میری بیوی رجسٹری دیکھ کر سخت ناراض ہوئی کہ تم اب بھی دنیادار ہی رہے۔ مَیں نے پوچھا کہ کیونکر؟ کہا کہ یہ رجسٹری حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نام تمہیں کرانی چاہیے تھی۔ مَیں نے کہا کہ مولوی محمد علی صاحب وغیرہ نے میرے نام پر رجسٹری کرادی ہے۔ جب ہم نے دل میں عہد کرلیا ہے کہ جو چیز ہماری ہے وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ہے پھر ہم کو کیا۔ کوئی کسی طرح لکھا دیوے۔ پھر اس مکان پر ہم نے قبضہ کرلیا۔ اس مکان میں آتے ہی میری بیوی اور دو بچے اور میری والدہ سب کے سب آٹھ روز کے اندر طاعون سے فوت ہوگئے اور صرف ایک لڑکا رحمت علی جو آج کل مبلغ جاوا وسماٹرا ہے اور جو اُس وقت بالکل چھوٹا تھا، رہ گیا۔ ان فوت شدگان میں سب سے آخر میں ایک لڑکی فوت ہوئی۔ لڑکی کے جنازے پر حضرت مولوی نورالدین صاحبؓ (خلیفۃ المسیح الاوّل) تشریف لے گئے۔ اس وقت قبرستان میں خلیفہ اوّل نے مجھے فرمایا کہ: محمد حسن! مومن وہ ہوتا ہے جو سب باتیں رسول کی مانے۔ تم کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے پیغام بھیجا تھا کہ اپنا محلّہ چھوڑ کر جنگل میں چلے جاؤ، اس محلے میں طاعون کی بیماری پڑے گی تم کیوں اس محلّہ سے نہ گئے؟ مَیں نے عرض کیا کہ مَیں تو اپنا مکان چھوڑ کر جنگل میں چلا جاتا مگر مولوی محمد علی صاحب (جو اس وقت میرے پاس ہی کھڑے تھے) نے مجھے کہا کہ تم اپنے مکان کی چھت کے اوپر رہو۔

اس وقت حضرت خلیفہ اوّل رضی اللہ عنہ نے جوش سے مولوی محمد علی صاحب کو کہا تم کو مجھ سے یا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پوچھ لینا چاہیے تھا۔ مولوی محمد علی صاحب نے جواب میں کہا کہ محمد حسن کے جنگل میں رہنے کی تکلیف مجھ سے دیکھی نہ جاسکتی تھی اس لیے مَیں نے محمد حسن کو کہا کہ اپنے مکان کی چھت پر رہو۔ اس پر حضرت خلیفہ اوّلؓ، مولوی محمد علی صاحب سے ناراض ہوئے اور فرمایا کہ تمہارے ایک بھائی کو اس قدر تکلیف اور دُکھ ہورہا ہے، تم ایک جماعت ہو۔ کیا تمہارے پاس کوئی چپڑاسی نہ تھے؟ خیمے نہ تھے؟ کیا تم اس کی حفاظت نہ کرسکتے تھے؟

جب مَیں نے دیکھا کہ حضرت خلیفہ اوّلؓ مولوی محمد علی صاحب سے سخت ناراض ہورہے ہیں تو مَیں نے عرض کیا کہ مولوی صاحب (یعنی حضرت خلیفہ اوّلؓ) آپ کو اَور فکر ہے مجھ کو اَور فکر ہے۔ مَیں تو عاشق ہوکر قادیان میں آیا تھا۔ مَیں نے سب کچھ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خاطر قربان کردیا ہوا ہے۔ مگر میرے دل میں آتا ہے کہ یہ تکلیفیں جو مجھ کو ہورہی ہیں ان کو دیکھ کر شاید جماعت کے لوگ کہیں کہ محمد حسن نے معلوم نہیں کیا گناہ کیا ہے جس کی سزا میں اُسے یہ تکالیف پہنچ رہی ہیں۔ یہ بات اگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام تک پہنچ گئی اور حضورؑ نے اشارۃً میرے متعلق فرمادیا کہ شاید محمد حسن نے کوئی گناہ کیا ہے تو میری زندگی کا خاتمہ ہوجائے گا۔ کیونکہ مَیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آواز کو خدا کی آواز یقین کرتا ہوں۔ اس پر حضرت خلیفہ اوّلؓ نے مجھ کو تسلی دی اور فرمایا: تمہارے خیالات بہت دُور جارہے ہیں۔ جو آپ خیال کررہے ہیں جماعت میں ابھی یہ خیال پیدا نہیں ہوا۔

پھر لڑکی کو دفنا کر حضرت خلیفہ اوّلؓ تشریف لے گئے اور مجھ کو اسی وقت ایک خیمہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے باغ میں لگوا دیا اور مددگار کارکن وغیرہ مجھ کو دے دیے اور میرے اور میرے لڑکے کے کپڑے جلا دیے اور نئے کپڑے مجھ کو دے دیے۔

اسی رات حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پاس حضرت خلیفہ اوّلؓ نے میرا ذکر کیا کہ یہ بات محمد حسن نے کہی ہے کہ لوگ میرے متعلق شاید یہ خیال کریں کہ محمد حسن بہت گنہگار ہے جس کی وجہ سے اس پر یہ تکالیف نازل ہوئی ہیں اور حضور بھی شاید ایسا ہی خیال فرمائیں گے۔ اس پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا:

حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے سامنے حضرت حمزہؓ کو اس قدر تکلیفیں ہوئیں۔ یہاں تک کہ ہندہ نے آپؓ کا گوشت کاٹ کاٹ کر پھینک دیا۔ اس وقت حضرت حمزہؓ کی والدہ آئیں اور کہا کہ حمزہؓ مجھے دکھلا دو مگر رسول اللہ ﷺ نے حضرت حمزہؓ کو نہیں دکھلایا۔ اگر دکھلا دیتے تو ان کی والدہ غم سے مرجاتیں۔ میرے سامنے حضرت حمزہؓ کی طرح محمد حسن صاحب کو بھی بہت تکلیفیں ہورہی ہیں اور اپنی طاقت سے بڑھ کر ان کے لیے دعائیں کررہا ہوں۔ اگر محمد حسن کا قدم ثابت رہا تو حضرت حمزہؓ کی طرح بہت مشہور ہوں گے اور جس طرح حضرت حمزہؓ کی باتیں لوگ کرتے ہیں اسی طرح ان کے متعلق لوگ باتیں کریں گے۔

اگلے روز مجھ کو خیمہ کے اندر جاکر کثیر احباب نے مبارکباد دی کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آپ کے متعلق یہ فرمایا ہے۔ میرا دل نہایت خوش ہوا اور شکر کیا کہ حضورؑ نے مجھے یاد رکھا ہوا ہے۔

میری بیوی کے لیے حضرت مسیح موعودؑ کی دعا

مارچ 1902ء میں مَیں قادیان آ گیا۔ سب سے اوّل مَیں اپنی والدہ کو اپنے ہمراہ لایا۔ سات آٹھ روز کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت اُمّ المومنین نے مجھے پیغام بھیجا کہ جلد جاکر اپنی بیوی کو بھی قادیان لے آؤ۔ چنانچہ مَیں گیا اور اپنی بیوی کو بھی ساتھ لے آیا۔ میری بیوی گاؤں کی رہنے والی تھی اور بہت حجاب کرتی تھی۔ ایک روز حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پاس بہت سی عورتیں جمع تھیں۔ میری بیوی بھی اُس وقت وہاں پہنچ گئی۔ حضورؑ نے میری بیوی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ان عورتوں سے فرمایا کہ اپنے تئیں ایسا بناؤ۔

میری بیوی جب فوت ہونے لگی اس وقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مغرب کی سنتیں بہت لمبی ادا کیں۔ لوگ حیران تھے کہ حضورؑ نے اتنی لمبی سنتیں آج پڑھیں۔ پھر حضورؑ نے نماز پڑھ کر مولوی محمد علی صاحب اور دیگر احباب کو کہا کہ: مَیں نے محمد حسن کی بیوی کے لیے بہت دعا کی ہے، اگر اجل اٹل ہے تو یہ عذاب کے ساتھ نہیں مریں گی اور ان کو میری دعائیں بہشت میں بہت فائدہ دیں گی۔ چنانچہ میری اہلیہ استغفار پڑھتے پڑھتے خاموش ہوگئی۔ مَیں نے ایک ہمسایہ عورت کو آواز دی جو اس سے بہت محبت رکھتی تھی۔ اس نے آکر دیکھا اور کہا کہ اب آپ اُٹھیں (اس کا سر میری گود میں تھا) یہ فوت ہوگئی ہے۔

متفرق روایات

☆......مقدمہ دیوار کے سلسلہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام گورداسپور تشریف لائے ہوئے تھے۔ مَیں نے اپنی چادر دری کے اُوپر بچھا دی اور عرض کیا کہ حضورؑ یہاں تشریف فرما ہوں۔ پھر مَیں نے عرض کیا کہ حضورؑ مجھے کوئی خاص عمل کرنے کے لیے بتلائیں۔ فرمایا: ''نماز پڑھا کرو''۔ مَیں خاموش ہوگیا۔

☆...... مارچ 1902ء سے لے کر مَیں قادیان میں رہا اور ہمیشہ میرا یہی طریقہ رہا کہ تین مہینے کے بعد یا چھ مہینے کے بعد دو چادریں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی

خدمت میں، جب تک حضورؑ زندہ رہے، روانہ کرتا رہا۔ ایک چادر مصلّے کے لیے اور ایک چادر پلنگ کے لئے۔ مجھ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام جواب میں لکھتے:
''خدا تعالیٰ تمہاری یہی خدمت قبول فرمائے۔''

☆...... مَیں ابھی قادیان ہجرت کر کے نہیں آیا تھا کہ میری والدہ صاحبہ سخت بیمار ہوگئیں۔ مَیں اور میری بیوی تمام رات ان کے پاس بیٹھے رہے۔ مَیں نے ایک خط حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں اس سے قبل لکھ دیا تھا۔ آدھی رات کے قریب والدہ محترمہ کو بے ہوشی میں ایک خواب آیا۔ جب وہ بیدار ہوئیں تو انہوں نے اشارے سے مجھے فرمایا کہ ''ایک بزرگ نے آکر مجھے کہا کہ تمہارا لڑکا کیسا ہے؟ مَیں نے کہا کہ میرے لڑکے جیسا اَور کس کا لڑکا ہوسکتا ہے۔ مگر اس بزرگ کے حسن کی تاب مَیں نہیں لاسکی۔ پھر اس نے مجھے کہا کہ اپنے لڑکے کو جلدی سے کہو کہ دعا کرے اور سورۃ یٰسین سنا دے۔ مَیں نے اس بزرگ سے کہا کہ آپ بھی دعا فرمائیں۔ اس بزرگ نے کہا مَیں بھی دعا کرتا ہوں تمہارا لڑکا بھی دعا کرے۔''

چنانچہ مَیں نے اسی وقت وضو کر کے دو نفل پڑھے اور نماز میں ہی دعا کی۔ بعد ازاں مَیں نے سورۃ یٰسین سنائی تو والدہ صاحبہ پہلے سے زیادہ ہوش میں آگئیں۔ تیسری دفعہ یٰسین سنائی تو بالکل تندرست ہوگئیں۔ مَیں نے کوئی دوائی اس وقت نہیں دی۔ اگلے روز والدہ محترمہ نے کہا اب مَیں تندرست ہوں مجھے نہلا دو۔ ہم نے نہلایا۔ اسی وقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا خط مجھے پہنچا کہ ''ہم بھی دعا کرتے ہیں تم بھی دعا کرو۔''

جب مَیں ہجرت کر کے قادیان آیا تو والدہ ماجدہ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو دیکھتے ہی فوراً پہچان لیا کہ یہ وہی بزرگ ہیں جو مجھے خواب میں ملے تھے۔ پھر والدہ صاحبہ نے کہا مَیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے گھر میں ہی رہوں گی۔ چنانچہ وہ وفات تک حضرت اقدسؑ کے گھر میں ہی رہیں اور وفات سے دس بارہ روز پہلے بیماری کی وجہ سے اپنے گھر آگئیں اور جب فوت ہوئیں تو حضرت خلیفۃ المسیح اوّلؓ نے ان کی میّت کے پاس کھڑے ہو کر فرمایا کہ محمد حسن تم تو کہتے ہوگے کہ میری والدہ فوت ہوگئی ہیں مگر میرے نزدیک وہ عورت نہ تھیں فرشتہ تھیں کیونکہ مَیں نے جب کبھی انہیں رات کے وقت دیکھا بلند آواز سے استغفار پڑھتے ہوئے پایا۔ پھر فرمایا جو شخص استغفار پڑھتا رہتا ہے اس کا ایک گناہ بھی نہیں رہتا۔ جب دیگر احباب نے یہ سنا تو میّت کی چارپائی کو شوق سے ہاتھ لگانا شروع کیا۔

(روزنامہ الفضل لاہور، 27/ستمبر 1950ء صفحہ 4)

حضرت خلیفۃ المسیح اوّلؓ کے ساتھ تعلق اخوّت

حضرت مولوی نور الدین صاحبؓ (خلیفہ اوّل) نے مجھے ایک رقعہ لکھا کہ مَیں نے بڑے آدمی چھوڑ دیے ہیں اور سب سے نچلے طبقہ کے آدمی بھی۔ مَیں متوسط الحال لوگوں سے جو نہ زیادہ امیر ہیں نہ زیادہ غریب دوستی پیدا کرنا چاہتا ہوں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جو خدا کے لیے دوستی لگاتا ہے وہ عرش کے سایہ کے نیچے ہوگا۔ مَیں نے جواب لکھا کہ مَیں تو پہلے سے ہی آپ سے محبت رکھتا ہوں۔

اس وقت میری بیوی فوت ہوگئی ہوئی تھیں۔ مَیں ایک پیالہ دودھ کا بھرا ہوا حضرت مولوی صاحبؓ کے پاس لے گیا۔ آپ بہت ہنسے اور فرمایا کہ یہ چاہتے ہیں کہ مجھے دودھ سے ہی سیر کردیں۔ آپ نے اس پیالہ سے تھوڑا سا دودھ پیا۔ کیونکہ آپؓ کو دودھ ہضم نہ ہوتا تھا۔ پھر شاگردوں کو فرمایا کہ سب ایک ایک گھونٹ اس میں سے پیو۔ اس طرح پیالہ خالی کر کے مجھے دے دیا۔

مَیں نے اسی وقت سے یہ دعا شروع کردی

رَبِّ اغْفِرْلِیْ وَلِاَخِیْ وَ اَدْخِلْنَا فِیْ رَحْمَتِکَ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرَّاحِمِیْنَ

یعنی اے میرے رب! مجھے اور میرے بھائی کو بخش دے اور اپنی رحمت میں داخل کر اور تو سب رحمت کرنے والوں سے زیادہ رحمت کرنے والا ہے۔ یہ دعا بالالتزام پڑھتا رہتا ہوں۔ کیونکہ میں اُن کی صحبت میں بہت رہا ہوں۔

قادیان میں رہنے کا عزم

☆...... مولوی محمد علی صاحب نے اخبار ''وطن'' لاہور کے ایڈیٹر کے ساتھ سمجھوتہ کرلیا کہ ہم ریویو آف ریلیجنز اردو کا دفتر لاہور لے آتے ہیں تم ہمارے رسالہ کی اشاعت کرو۔ ایڈیٹر اخبار وطن نے کہا کہ ہم اپنے خریداروں کو تمہارا رسالہ خریدنے کی تحریک کریں گے بشرطیکہ اس رسالہ میں نہ مرزا صاحب کا نام لیا جائے اور نہ آپؑ کے دعاوی کا ذکر ہو اور نہ قادیان کا نام لکھا جاوے۔ مَیں اس وقت رسالہ ریویو آف ریلیجنز اردو کے دفتر میں دفتری کام کرتا تھا۔ مَیں سخت غمگین ہوا کہ یہ رسالہ لاہور چلا جائے گا۔ مگر مَیں لاہور نہیں جاؤں گا پھر قادیان میں کیا کام کروں گا؟

مولوی محمد علی صاحب اور خواجہ کمال الدین صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو گھر اطلاع بھجوادی۔ حضور علیہ السلام مسجد مبارک میں تشریف لائے اور بیٹھ گئے۔ مولوی محمد علی صاحب اور خواجہ کمال الدین صاحب نے وطن اخبار کے ایڈیٹر کے ساتھ گفتگو کا خلاصہ سنایا۔ حضورؑ نے سن کر بڑے جوش سے فرمایا:

''ہم نے سوداگری اور تجارت کی غرض سے یہ رسالہ نہیں نکالا۔ ہم تو اپنا دعویٰ اس کے ذریعہ سے دنیا کے کناروں تک پہنچانا چاہتے ہیں۔ ہم یہ رسالہ قادیان سے باہر کسی اَور جگہ شائع ہونے کی اجازت نہیں دیتے۔''

اس پر مولوی محمد علی صاحب خاموش ہوگئے اور میرا دل بے حد خوش ہوا کہ خدا تعالیٰ نے میرا کام بنا دیا۔

حضرت اقدسؑ کی چند شفقتیں

☆...... ایک روز رسالہ ریویو آف ریلیجنز اردو کے دفتر میں چند آدمی آکر بیٹھ گئے اور آپس میں باتیں کرنے لگے کہ امیروں کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کپڑے بطور تبرک مل جاتے ہیں دوسروں کو نہیں ملتے۔ مَیں نے انہیں کہا یہ باتیں مجھے نہ سناؤ مَیں تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا عاشق ہوں۔

اسی وقت مَیں نے ایک رقعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں لکھا کہ اوورکوٹ اتار کر درمیانہ کوٹ اگر مجھے عطا فرمائیں تو عین عنایت ہوگی۔ اوّل تبرک ہوگا، دوم سردی سے بچ جاؤں گا۔ میرا لڑکا رحمت علی رقعہ لے کر حضرت اقدسؑ کی خدمت میں گیا۔ اس کو حضورؑ نے فرمایا کہ تھوڑی دیر تک ہم جواب دیتے ہیں۔ میرا لڑکا چلا آیا۔ حضورؑ گھر تشریف لے گئے اور اپنا درمیانہ کوٹ اتار کر اور اس کا بنڈل بنا کر میر محمد اسحاق صاحبؓ، جو اس وقت چھوٹے بچے تھے، کی بغل میں دے دیا اور فرمایا کہ ریویو آف ریلیجنز اردو کے دفتر میں جاؤ اور یہ کوٹ محمد حسن صاحب دفتری کو دے کر کہو کہ کیا کوٹ پہنچ گیا۔

چنانچہ میر محمد اسحاق صاحبؓ نے لا کر مجھے دیا۔ مَیں نے عرض کیا کہ کوٹ پہنچ گیا۔ وہ آدمی ابھی وہاں بیٹھے تھے۔ مَیں نے کوٹ دکھلایا اور کہا کہ تم کہتے تھے کہ کپڑے صرف امیروں کو بطور تبرک دیے جاتے ہیں۔ لو حضرت اقدسؑ نے مجھ غریب کو یہ کوٹ بطور تبرک عنایت فرمایا۔

☆......ایک روز رسالہ ریویو آف ریلیجنز اردو کے دفتر میں بہت سے احباب آئے۔ اس وقت ''حقیقۃ الوحی'' چھپ کر تیار ہو رہی تھی۔ ان میں سے ایک کہنے لگا کہ مَیں اس کتاب کی سب سے پہلی جلد لوں گا خواہ اس کے لیے مجھے بیس روپے کیوں نہ دینے پڑیں۔ دوسرے نے کہا مَیں پہلی جلد کی اس سے بھی زیادہ قیمت دوں گا۔ اسی طرح باقی احباب نے بھی کہا۔ مَیں یہ باتیں سن رہا تھا اور ایک رقعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں لکھ رہا تھا۔ اس رقعہ میں مَیں نے یہ بھی لکھ دیا کہ افسوس میرے پاس اس وقت ایک ہی روپیہ ہے۔ دل میرا بہت تڑپتا ہے کہ ''حقیقۃ الوحی'' کی پہلی کاپی مَیں لوں۔ یہ رقعہ مَیں نے حضرت اقدسؑ کی خدمت میں ایک لڑکے کے ذریعہ روانہ کیا اور ایک روپیہ بھی بھیج دیا۔ دیگر احباب جو وہاں بیٹھے تھے ان کو اس رقعہ کے مضمون کا علم نہ تھا۔ حضرت اقدسؑ نے وہ رقعہ اپنے پاس رکھ لیا اور ایک اَور کاغذ لے کر میر مہدی حسن صاحبؓ کو جو اس وقت حضورؑ کی کتابوں کے منتظم تھے لکھا کہ ''مَیں نے محمد حسن صاحب سے حقیقۃ الوحی کی ایک کاپی کی قیمت وصول کر لی ہے ان کو پہلی جلد جا کر دے آؤ۔''

میر مہدی حسن صاحبؓ دفتر رسالہ ریویو آف ریلیجنز میں آئے اور مجھے کہا: خواہ قسم کھلا لو خواہ میرا اعتبار کر لو یہ پہلی جلد ہے۔ آپ کی طرف سے اس کی قیمت حضرت اقدسؑ نے وصول کر لی ہے۔ یہ دیکھ کر دیگر احباب حیران سے رہ گئے۔

اللہ اللہ! کیا بلند اخلاق اور شفقت تھی اس خدا کے پیارے محبوب کی جس کی نظیر سوائے مامور من اللہ کے دنیا پیش نہیں کر سکتی۔

☆......ایک روز مَیں رسالہ ریویو آف ریلیجنز اردو کے دفتر میں کام کر رہا تھا۔ چند احباب آئے اور دفتر میں بیٹھ گئے۔ باہم باتیں کرنے لگے اور کہنے لگے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا کھانا بطور تبرک ہمیں نہیں ملتا۔ مجھے یقین تھا کہ جب مَیں لکھوں گا حضورؑ تبرک بھجوا دیں گے۔ مَیں نے انہیں کہا کہ اچھا بارہ بجے دوپہر کے وقت آ کر تبرک مجھ سے کھا لیں۔ مَیں نے اسی وقت حضرت اقدسؑ کی خدمت میں ایک رقعہ لکھا کہ آج کا سب پس خوردہ حضورؑ مجھے عطا فرمائیں۔

جب دوپہر ہوئی ایک خادمہ بنام دادی مجمع لے کر میرے پاس آ گئی اور مجھے کہا کہ یہ حضرت کا سارا پس خوردہ ہے۔ پھر وہ احباب آئے اور حضورؑ کے تبرک کو شوق سے کھانے لگے۔ کئی قسم کے کھانے تھے۔ حضور علیہ السلام نے تمام کھانوں میں سے ایک ایک لقمہ کھایا ہوا تھا۔

☆......ایک دن بسراواں کی طرف حضرت مسیح موعود علیہ السلام سیر کے لیے تشریف لے جا رہے تھے۔ ایک بڑ کے درخت کے نزدیک (جو بسراواں کے نزدیک تھا مگر اب کاٹا گیا ہے) کھڑے ہو گئے۔ اس وقت مولوی کرم دین کا مقدمہ اور دیگر کئی مقدمات حضورؑ کے خلاف دشمنوں نے کھڑے کیے ہوئے تھے۔ حضورؑ نے فرمایا: مجھے لوگ کہتے ہیں کہ مَیں واپس آ جاؤں۔ دیکھو سسّی ایک عورت تھی وہ پنّوں پر عاشق ہوگئی۔ اسے معلوم تھا کہ اگر مَیں آگے بڑھی تو ریت میں جل کر مر جاؤں گی اور اگر واپس لَوٹوں تو عشق بدنام ہوگا اور سب عاشقوں کا گناہ میری گردن پر ہوگا۔ پس وہ واپس نہ لَوٹی اور آخر ریت میں ہی جل کر ہلاک ہوگئی۔ مَیں خدا کا عاشق ہوں مَیں کس طرح لَوٹ سکتا ہوں۔ آج لوگ مجھے تکالیف اور اذیتیں پہنچاتے ہیں مگر وہ وقت قریب آ رہا ہے جب دنیا اس زمینِ قادیان کو اپنی آنکھوں کا سرمہ بنائے گی۔

☆......ایک شخص نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے مسجد مبارک میں دعا کے

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے سالانہ اجتماع انصاراللہ برطانیہ 2021ء سے خطاب میں فرمایا:

''دین کا پیغام دنیا کے کونے کونے میں پھیلانا کوئی آسان کام نہیں ہے۔ اس کے لیے ہمیں تعلق باللہ میں بھی ترقی کرنی ہوگی، تقویٰ میں بھی ترقی کرنی ہوگی، اپنے علم کو بڑھانے کی کوشش بھی کرنی ہوگی، اللہ تعالیٰ کے احکامات پر پوری طرح کاربند رہنے کے لیے بھی کوشش کرنی ہوگی۔''

لیے پوچھا۔ اس وقت مسجد مبارک کے نزدیک ایک ویران جگہ (کھولا) ہوتی تھی جہاں خراس ہوتا تھا۔ اب اس جگہ دفتر محاسب صدر انجمن احمدیہ قادیان ہے اور مسجد مبارک توسیع شدہ ہے۔ حضرت اقدسؑ نے فرمایا: اگر اس کھولے میں نجاست کے ڈھیر کی وجہ سے بدبو ہو اور ایک شخص اس ڈھیر کو ہٹائے بغیر خدا تعالیٰ سے دعا کرے کہ مولا اس بدبُو کو دور فرما دے تو وہ شخص دعا نہیں کرتا خدا کا امتحان کرتا ہے۔ دعا کرنے والے کو چاہیے کہ ایک کدال اور ٹوکری لے اور پہلے اس نجاست کے ڈھیر کو اٹھا کر جنگل میں پھینک دے۔ پھر آ کر وضو کرے اور خدا کے حضور دعا کرے کہ اے میرے ربّ جو میرا کام تھا وہ مَیں نے کر دیا۔ بدبُو ہٹانا میرے بس کی بات نہیں تُو اپنے فضل و رحم سے اس بدبُو کو ہوا کے ساتھ ہٹا دے۔ انسان کو چاہیے کہ جس امر کے متعلق دعا کرے اس کے متعلق کوشش بھی کرے تب دعا قبول ہوتی ہے۔ (روزنامہ الفضل لاہور۔ 28؍ستمبر 1950ء صفحہ نمبر 4)

چند خاص سعادتیں

حضرت بابا محمد حسن صاحبؓ 1906ء میں نظامِ وصیت پر سب سے اوّل لبیک کہنے والے تھے۔ سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ اپنی کتاب 'نظامِ نَو' میں نظامِ وصیت پر روشنی ڈالتے ہوئے فرماتے ہیں:

''کیا ہی خوش قسمت اور قابلِ رشک ہے وہ مبارک وجود جسے اس ''نظامِ نَو'' (نظامِ وصیت) میں سب سے اوّل لبیک کہنے کا شرف حاصل ہوا اور جسے ''نظامِ نَو'' کی بنیادی اینٹ بننے کی توفیق ملی۔'' (روزنامہ الفضل لاہور یکم اگست 1950ء صفحہ 3)

آپؓ وقفِ زندگی میں سب سے اوّلین لبیک کہنے والوں میں شامل تھے۔ نیز آپؓ کے بیٹے کو بیرونِ ہند خدمت کرنے والے ابتدائی مبلغین میں پچیس سال کے طویل عرصہ تک تبلیغِ اسلام کرنے کا موقع ملا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنا کوٹ بطور تبرک آپ کو عنایت فرمایا۔ ایک دفعہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنا پس خوردہ آپ کو عنایت فرمایا۔ حقیقۃ الوحی کی سب سے پہلی جلد سیدنا حضرت مسیح موعودؑ نے آپ کو مرحمت فرمائی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے 1934ء میں ''تحریک سالکین'' شروع فرمائی۔ اس فہرست میں آپ کا نام آٹھویں نمبر پر ہے۔ قیامِ پاکستان کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے ارشاد پر آپ چنیوٹ میں مقیم رہے اور آپؓ نے فرقان فورس میں بھی شمولیت اختیار کی۔

مجلس انصاراللہ برطانیہ کے اڑتیسویں سالانہ اجتماع کا کامیاب انعقاد

سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کا کسی بھی ذیلی تنظیم کے اجتماع سے پہلی بار virtual خطاب

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پُر معارف اختتامی خطاب میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے ارشاد کی روشنی میں انصار کو اپنے عہد بیعت اور مجلس انصاراللہ کے عہد کے مطابق اپنے علم اور عمل میں مطابقت پیدا کرنے اور ذاتی محبت سے خدا تعالیٰ کی عبادات بجالانے کی نصیحت فرمائی اور حقیقی معنوں میں انصاراللہ بننے کی تلقین فرمائی

علمائے سلسلہ کی تعلیمی وتربیتی تقاریر، علمی وورزشی مقابلہ جات، مختلف موضوعات پر ورکشاپس،
اور خصوصی علمی، ادبی اور معلوماتی نشستوں کا انعقاد

ڈیڑھ ہزار سے زائد افراد کی شمولیت اور ساڑھے آٹھ ہزار سے زائد افراد کی انٹرنیٹ کے ذریعے شرکت

مجلس انصاراللہ ہارٹلے پُول نے مقابلہ علَمِ انعامی میں مسلسل دوسری دفعہ اوّل پوزیشن کا اعزاز حاصل کیا۔

مجلس بیت الفتوح دوم اور مجلس موسک ویسٹ سوم رہی۔ ریجنز میں ساؤتھ ریجن کی پہلی اور چھوٹی مجالس میں ڈونکاسٹر کی اوّل پوزیشن

(محمود احمد ملک ناظم رپورٹنگ)

الٰہی تائید یافتہ روحانی قیادت کی حامل متقیوں کی جماعت کی خصوصیت یہ ہوتی ہے کہ دنیاوی حالات کیسے بھی مشکل کیوں نہ ہوں اور راہوں میں کیسے ہی کٹھن مراحل درپیش ہوں لیکن اُن جماعتوں کا ہر قدم کامیابی کی نئی منازل طے کرتے ہوئے اپنی منزل مقصود کی طرف رواں دواں رہتا ہے۔ چنانچہ عالمی وبا ’’کووِڈ‘‘ کی تباہ کاریوں کے پیش نظر گزشتہ سال کوئی اجتماعی سرگرمی ممکن نہیں ہوسکی۔ ایک لمبے عرصے کے بعد چند ہفتے قبل جب حکومت نے لاک ڈاؤن میں نرمی شروع کی اور حفاظتی انتظامات ملحوظ رکھتے ہوئے عوامی اجتماعات کی اجازت دی جانے لگی تو جماعت احمدیہ کے امام سیّدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ہدایات کے مطابق اگست میں جماعت احمدیہ برطانیہ نے اپنے سالانہ جلسے کا محدود پیمانے پر کامیابی سے انعقاد کیا۔ پھر پیارے آقا کی منظوری اور رہنمائی میں خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ ذیلی تنظیموں کے سالانہ اجتماعات بھی مخصوص حالات کو مدّنظر رکھتے ہوئے منعقد ہوئے۔ چنانچہ مجلس انصاراللہ برطانیہ کا اڑتیسواں سالانہ اجتماع Pandemic کے حوالے سے پیدا ہونے والی مخصوص صورتحال میں تمام معروف احتیاطی تدابیر اور تقاضوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے 11 اور 12 ستمبر 2021ء (بروز ہفتہ و اتوار) کو مسجد بیت الفتوح اور اس سے ملحقہ طاہر ہال میں منعقد کیا گیا۔ امسال اجتماع دوروزہ تھا اور بہت محدود تعداد کو بذریعہ قرعہ اندازی اس میں شمولیت کی دعوت دی گئی تھی۔ چنانچہ مختلف حوالوں سے تاریخی اہمیت کا حامل بھی تھا۔ مثلاً اجتماع کی تمام تر کارروائی لائیو سٹریم کے ذریعہ یوٹیوب پر بھی نشر کی گئی جس سے نہ صرف گھروں میں رہنے والے مقامی انصار بلکہ دنیا بھر سے احمدیوں اور دیگر احباب نے استفادہ کیا۔ اجتماع کے وقفوں کے دوران لائیو سٹریم پر بہت ایمان افروز پروگرام دکھائے جاتے رہے۔

اس اجتماع کا مرکزی پروگرام سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا اختتامی اجلاس سے خطاب تھا جو حضور انور نے اسلام آباد میں قائم کیے جانے والے ایم ٹی اے سٹوڈیو سے virtually براہ راست ارشاد فرمایا اور اس خطاب کے ساتھ ہی ایم ٹی اے سٹوڈیو اسلام آباد کا باقاعدہ افتتاح بھی عمل میں آیا۔ یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ اختتامی اجلاس کی کارروائی اور حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا بصیرت افروز خطاب ایم ٹی اے کے مواصلاتی رابطوں کے علاوہ یوٹیوب اور دیگر آن لائن ذرائع سے براہ راست پیش کیا گیا۔

سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کا خطاب

حضور انور نے تشہد، تعوذ، تسمیہ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک موقع پر فرمایا کہ انبیاء کو بھی مَن انصاری الی اللّٰہ (یعنی کون ہیں جو اللہ تعالیٰ کی طرف لے جانے میں میرے مددگار ہوں) کہنا پڑا تو اس لیے کہ عظیم بڑے کاموں کو چلانے کے لیے مددگاروں کی ضرورت ہوتی ہے اور یہ قانون قدرت ہے کہ جو کام بہت سے لوگوں کے کرنے کا ہو، اُسے احسن رنگ میں کرنے کے لیے بہت سے لوگ چاہئیں۔ اور باوجود اس کے کہ انبیاء توکّل کے اعلیٰ معیار پر ہوتے ہیں، تحمّل اور مجاہدات کے اعلیٰ معیار پر ہوتے ہیں، وہ اسی قانونِ قدرت کے مطابق مددگاروں کو بلاتے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ پس آپ جو اپنے آپ کو انصاراللہ کہتے ہیں اس بات کو ہر وقت سامنے رکھیں کہ انصاراللہ تبھی کہلا سکتے ہیں جب اس زمانے کے امام، اللہ تعالیٰ کے فرستادے مسیح موعود اور مہدی معہود کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے اور اس کی روح کو سمجھتے ہوئے نحن انصاراللّٰہ کا نعرہ لگائیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس زمانے میں تکمیلِ اشاعتِ دین یعنی تبلیغِ اسلام کا عظیم کام حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سپرد کیا ہے۔ اور یہی کام کرنے کی حضرت مسیح موعودؑ نے اپنی جماعت کے افراد سے توقع کی ہے۔ اور انصاراللہ کو سب سے بڑھ کر اس کا مخاطب اپنے آپ کو سمجھنا چاہیے۔ پس ہمیں اپنے عہد بیعت کو اور اپنے انصاراللہ کے عہد کو نبھانے کے لیے حضرت مسیح موعودؑ کا مددگار بننے کے لیے اپنی تمام تر صلاحیتوں کے ساتھ اس عظیم کام کو سرانجام دینے کے لیے میدان میں اترنا ہوگا تبھی ہم حقیقی انصاراللہ کہلا سکتے ہیں۔ صرف منہ سے دعویٰ کر دینا کہ ہم انصاراللہ ہیں یہ کافی نہیں ہے۔ ہمیں اپنے جائزے بھی لینے ہوں گے کہ کس طرح ہم اس عظیم کام کو سرانجام دے سکتے ہیں۔ ہمیں اپنی حالتوں کو دیکھنا ہوگا کہ کیا وہ اس معیار کی ہیں جو بڑے بڑے کام سرانجام دینے کے لیے ہونی چاہئیں اور جس کی اس وقت دین کو ضرورت ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ دین کا پیغام دنیا کے کونے کونے میں پھیلانا کوئی آسان کام نہیں ہے۔ اس کے لیے ہمیں تعلق باللہ میں بھی ترقی کرنی ہو گی، تقویٰ میں بھی ترقی کرنی ہو گی، اپنے علم کو بڑھانے کی کوشش بھی کرنی ہو گی، اللہ تعالیٰ کے احکامات پر پوری طرح کاربند رہنے کے لیے بھی کوشش کرنی ہو گی۔ پس ہمیں اپنے جائزے لینے کی ضرورت ہے کہ کیا ہم نے اپنی حالتوں میں وہ تبدیلی پیدا کر لی ہے یا اس تبدیلی کے پیدا کرنے کی کوشش کر رہے ہیں جو حضرت مسیح موعودؑ کے مشن کو آگے بڑھانے کے لیے اور آپؑ کا مددگار بننے کے لیے ضروری ہے۔ اگر نہیں تو ہمارا نحن انصاراللّٰہ کا نعرہ بے مقصد اور بے بنیاد ہے۔ ہمیں بہت گہرائی میں جا کر اپنے جائزے لینے کی ضرورت ہے کہ ہم حضرت مسیح موعودؑ کے مددگار کس طرح بن سکتے ہیں؟ آپؑ ہم سے کیا چاہتے ہیں۔ ہمیں اس معیار کو حاصل کرنے کے لیے اپنے اندر جھانکنا ہوگا، تبھی ہمیں پتا چلے گا کہ کس قسم کے احمدی حضرت مسیح موعودؑ ہمیں دیکھنا چاہتے ہیں۔ آپؑ ایک موقع پر فرماتے ہیں: اس سلسلہ کو اللہ تعالیٰ نے خود اپنے ہاتھ سے قائم کیا ہے اور اس پر بھی ہم دیکھتے ہیں کہ بہت سے لوگ آتے ہیں اور وہ صاحب اغراض ہوتے ہیں۔ یعنی ان کا کوئی ذاتی غرضیں ہوتی ہیں۔ اگر اغراض پورے ہو گئے تو خیر ورنہ کدھر کا دین اور کدھر کا ایمان لیکن اگر اس کے مقابلہ میں صحابہ کی زندگی میں نظر کی جاوے تو ان میں ایک بھی ایسا واقعہ نظر نہیں آتا۔ انہوں نے کبھی ایسا نہیں کیا۔ فرمایا کہ ہماری بیعت تو بیعت توبہ ہی ہے لیکن ان لوگوں کی بیعت تو سر کٹانے کی بیعت تھی۔ میری بیعت کی ہے تم نے تو یہ اس لیے کہ ہم اپنے گناہوں سے توبہ کرتے ہیں ہم یہ عہد کرتے ہیں کہ نیکیوں کو قائم کریں گے ہم یہ عہد کرتے ہیں کہ اسلام کی تبلیغ کو دنیا میں پھیلائیں گے اور اپنی حالتوں کو بدلیں گے لیکن جو پرانے لوگ تھے صحابہ تھے انہوں نے جو بیعت کی تھی وہ زمانہ تو ایسا تھا جب ظلموں کی انتہا تھی اور جنگیں بھی ہو رہی تھیں جنگیں ٹھونسی جاتی تھیں اور سر کٹوائے جاتے تھے۔ فرمایا کہ ایک طرف بیعت کرتے تھے اور دوسری طرف اپنے سارے مال و متاع عزت و آبرو اور جان و مال سے دستکش ہو جاتے تھے گویا کسی چیز کے بھی مالک نہیں ہیں اور اس طرح پر ان کی کل امیدیں دنیا سے منقطع ہو جاتی تھیں۔ ہر قسم کی عزت و عظمت اور جاہ و حشمت کے حصول کے ارادے ختم ہو جاتے تھے۔ کس کو یہ خیال تھا کہ ہم بادشاہ بنیں گے یا کسی ملک کے فاتح ہوں گے۔ یہ باتیں ان کے وہم و گمان میں بھی نہ تھیں بلکہ وہ تو ہر قسم کی امیدوں سے الگ ہو جاتے تھے اور ہر وقت خدا تعالیٰ کی راہ میں ہر دکھ اور مصیبت کو لذّت کے ساتھ برداشت کرنے کو تیار ہو جاتے تھے یہاں تک کہ جان تک دینے کو آمادہ رہتے تھے ان کی اپنی تو یہی حالت تھی کہ وہ اس دنیا سے بالکل الگ اور منقطع تھے لیکن یہ الگ امر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر اپنی عنایت کی اور ان کو نوازا اور ان کو جنہوں نے اس راہ میں اپنا سب کچھ قربان کر دیا تھا ہزار چند کر دیا۔

حضور انور نے فرمایا کہ یہ تو ایک احمدی کا معیار ہے جو بیعت کر کے سلسلہ میں شامل ہوتا ہے جس کی حضرت مسیح موعودؑ اس سے توقع رکھ رہے ہیں لیکن جو لوگ اپنے آپ کو انصاراللہ کہتے ہیں ان کا کیا معیار ہونا چاہیے، خود ہی ہمیں اپنے جائزے لینے ہوں گے۔ ایک موقع پر آپؑ نے فرمایا کہ لوگ حقیقتِ اسلام سے بالکل دُور جا پڑے ہیں۔ اسلام میں تو حقیقی زندگی ایک موت چاہتی ہے جو تلخ ہے لیکن جو اس کو قبول کرتا ہے آخر وہی زندہ ہوتا ہے۔ حدیث میں آیا ہے کہ انسان دنیا کی خواہشوں اور لذتوں کو ہی جنت سمجھتا ہے حالانکہ وہ دوزخ ہے اور سعید آدمی خدا کی راہ میں تکالیف کو قبول کرتا ہے اور وہی جنت ہوتی ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ دنیا فانی ہے اور سب مرنے کے لیے پیدا ہوئے ہیں۔ آخر ایک وقت آ جاتا ہے کہ سب دوست آشنا عزیز و اقارب جدا ہو جاتے ہیں۔ اس وقت جس قدر ناجائز خوشیوں اور لذتوں کو راحت سمجھتا ہے وہ تلخیوں کی صورت میں نمودار ہو جاتی ہیں۔ سچی خوشحالی اور راحت تقویٰ کے بغیر حاصل نہیں ہوتی اور تقویٰ پر قائم ہونا گویا زہر کا پیالہ پینا ہے بہت مشکل کام ہے۔ بہت محنت کرنی پڑتی ہے۔ فرمایا کہ متقی کے لیے خدا تعالیٰ ساری راحتوں کے سامان مہیا کر دیتا ہے۔ من یتق اللّٰہ یجعل لہ مخرجا و یرزقہ من حیث لا یحتسب۔ پس خوشحالی کا اصول تقویٰ ہے لیکن حصولِ تقویٰ کے لیے نہیں چاہیے کہ ہم شرطیں باندھتے پھریں۔ تقویٰ اختیار کرنے سے جو مانگو گے ملے گا۔ خدا تعالیٰ رحیم و کریم ہے۔ تقویٰ اختیار کرو جو چاہو گے وہ دے گا۔ جس قدر اولیاء اللہ اور اقطاب گذرے ہیں انہوں نے جو کچھ حاصل کیا، تقویٰ ہی سے حاصل کیا۔ اگر وہ تقویٰ اختیار نہ کرتے تو وہ بھی دنیا میں معمولی انسانوں کی حیثیت سے زندگی بسر کرتے۔ دس بیس کی نوکری کر لیتے یا کوئی اور حرفہ یا پیشہ اختیار کر لیتے۔ اس سے زیادہ کچھ نہ تھا مگر آج جو عروج اُن کو ملا اور جس قدر شہرت اور عزت انہوں نے پائی یہ سب تقویٰ ہی کی بدولت تھی۔ انہوں نے ایک موت اختیار کی اس کے بدلہ میں پائی۔

حضور انور نے فرمایا کہ انصاراللہ کی عمر تو ایسی عمر ہے کہ جس میں اگلی زندگی کا سفر زیادہ واضح نظر آتا ہے اور آنا چاہیے۔ جتنی عمر بڑھتی ہے موت اتنی ہی قریب

ہمیں اپنے عہد بیعت کو اور اپنے انصاراللہ کے عہد کو نبھانے کے لئے حضرت مسیح موعودؑ کا مددگار بننے کے لئے اپنی تمام تر صلاحیتوں کے ساتھ اس عظیم کام کو سرانجام دینے کے لئے میدان میں اترنا ہوگا تبھی ہم حقیقی انصاراللہ کہلا سکتے ہیں۔

ہوتی جاتی ہے۔ اس میں ہماری ترجیحات کیا ہونی چاہئیں پھر میں کہوں گا اس کا اندازہ ہم خود ہی سوچ کر لگا سکتے ہیں۔ پھر انسانی پیدائش کے مقصد کے بارے میں حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ ایسے بنو کہ تا تم پر خدا تعالیٰ کی برکات اور اس کی رحمت کے آثار نازل ہوں۔ وہ عمروں کو بڑھا بھی سکتا ہے مگر ایک وہ شخص جس کا عمر پانے سے مقصد صرف ورلی دنیا ہی کے لذائذ اور حظوظ ہیں اس کی عمر کیا فائدہ بخش ہوسکتی ہے؟ اس میں تو خدا کا حصہ کچھ بھی نہیں۔ وہ اپنی عمر کا مقصد صرف عمدہ کھانے کھانے اور نیند بھر کے سونے اور بیوی بچوں اور عمدہ مکان کے یا گھوڑے وغیرہ رکھنے یا عمدہ باغات یا فصل پر ہی ختم کرتا ہے۔ وہ تو صرف اپنے پیٹ کا بندہ اور شکم کا عابد ہے۔ انہی کی عبادت کرتا ہے وہ اللہ کی عبادت تو نہیں کرتا۔ اس نے تو اپنا مقصد ومطلوب اور معبود صرف خواہشات نفسانی اور لذائذ حیوانی کو ہی بنایا ہوا ہے مگر خدا تعالیٰ نے انسان کے سلسلہ پیدائش کی علت غائی صرف اپنی عبادت رکھی ہے۔ وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون۔ پس حصر کر دیا ہے کہ صرف صرف عبادت الٰہی مقصد ہونا چاہیے۔ محدود کر دیا ہے انسان کو پابند کر دیا ہے کہ عبادت الٰہی تمہارا مقصد ہونا چاہیے اور صرف اسی کے لیے یہ سارا کارخانہ بنایا گیا ہے برخلاف اس کے اَور ہی اَور ارادے اور اَور ہی اَور خواہشات ہیں۔ سوچو تو سہی کہ ایک شخص ایک شخص کو بھیجتا ہے کہ میرے باغ کی حفاظت کرے۔ اس کی آبپاشی اور شاخ تراشی سے اسے عمدہ طور کا بنا اور عمدہ عمدہ پھول بیل بوٹے لگا کہ وہ ہرا ابھرا ہوجاوے۔ مگر بجائے اس کے وہ شخص آتے ہی جتنے عمدہ عمدہ پھل پھول اس میں لگے ہوئے تھے ان کو کاٹ کر ضائع کر دے یا اپنے ذاتی مفاد کے لیے فروخت کر لے اور ناجائز دست اندازی سے باغ کو ویران کر دے تو بتاؤ کہ وہ مالک جب آوے گا تو اس سے کیسا سلوک کرے گا؟

حضور انور نے فرمایا کہ پس انصار اللہ کا کام تو اس باغ کی نگہداشت کرنا اور باغ کے پھل پھول کی حفاظت کرنا ہے۔ باغ کی نوجوان کلیوں کو سنبھالنا ہے۔ پس بہت سوچنے کا مقام ہے۔ خدا نے تو بھیجا تھا کہ عبادت کرے اور حق اللہ اور حق العباد کو بجا لاوے مگر یہ آتے ہی بیویوں میں مشغول، بچوں میں محو اور اپنے لذائذ کا بندہ بن گیا اور اصل مقصد تو بالکل بھول ہی گیا۔ بتاؤ اس کا خدا کے آگے کیا جواب ہوگا؟

حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا ہے کہ دنیا کے سامان اور یہ بیوی بچے اور کھانے پینے تو اللہ تعالیٰ نے بطور بھاڑا کے بنائے تھے۔ جس طرح ایک یکہ بان جب سمجھتا ہے کہ اس کے ٹانگے کا گھوڑا تھک گیا ہے تو اسے کچھ نہاری اور پانی وغیرہ دیتا ہے اور کچھ مالش کرتا ہے تا اس کی تھکان کا کچھ علاج ہوجاوے اور آگے چلنے کے قابل ہو اور درماندہ ہو کر کہیں آدھ میں ہی نہ رہ جائے۔ سو یہ دنیوی آرام اور عیش اور بیوی بچے اور کھانے کی خوراکیں بھی اسی طرح اللہ تعالیٰ نے بھاڑے مقرر کیے ہیں کہ انسان تھک کر اور درماندہ ہو کر بھوک سے پیاس سے مر نہ جاوے اور اس کے قویٰ کی تحلیل ہونے کی تلافی مافات ہوتی جاوے۔ پس یہ چیزیں اس حد تک جائز ہیں کہ انسان کو اس کی عبادت اور حق اللہ اور حق العباد کے پورا کرنے میں مدد دیں۔ مومن شخص کا کام ہے کہ پہلے اپنی زندگی کا مقصد اصلی معلوم کرے اور پھر اس کے مطابق کام کرے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ قل ما یعبؤُا بکم ربی لو لا دعاؤ کم۔ خدا کو تمہاری پرواہی کیا ہے اگر تم اس کی عبادت نہ کرو اور اس سے دعائیں نہ مانگو۔ یہ آیت بھی اصل میں پہلی آیت وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون ہی کی شرح ہے۔ جب خدا تعالیٰ کا ارادہ انسانی خلقت سے صرف عبادت ہے تو مومن کی شان نہیں کہ کسی دوسری چیز کو عین مقصود بنا لے۔ حقوق نفس تو جائز ہیں مگر نفس کی بے اعتدالیاں جائز نہیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ پس یہ ہے وہ معیار جو ہم نے حاصل کرنے کی کوشش کرنی ہے اور کوشش کرنی چاہیے۔ اگر زندگی کے اس مقصد کو ہم سمجھ گئے تو ہم حقیقی انصار میں شامل ہو جائیں گے کیونکہ یہی معیار حاصل کرنے والے وہ لوگ ہیں جو نبی کے حقیقی مددگار بن سکتے ہیں۔ پھر عبادت کے معیار ایک حقیقی مؤمن کے کیا ہونے چاہئیں۔ آپؑ نے ہمیں سمجھایا کہ عبادت اللہ تعالیٰ کی محبت ذاتی سے رنگین ہو کر کرو جیسے ماں اپنے بچے کی پرورش کرتی ہے۔ کیا اس امید پر کہ وہ اسے کھلائے گا؟ نہیں، بلکہ وہ جانتی ہی نہیں کیوں اس کی پرورش کر رہی ہے یہاں تک کہ اگر بادشاہ اس کو حکم دے کہ تُو اگر بچے کی پرورش نہ کرے گی اور اس سے یہ بچہ مر بھی جاوے تو تجھ کو کوئی سزا نہ دی جاوے گی بلکہ انعام ملے گا۔ تو وہ اس حکم سے خوش ہوگی یا بادشاہ کو گالیاں دے گی۔ یہ محبت ذاتی ہے۔ اسی طرح خدا تعالیٰ کی عبادت کرنی چاہیے۔ جب وہ دشمنوں کو محروم نہیں کرتا تو دوستوں کو کب ضائع کر سکتا ہے۔ حضرت داؤد کا قول ہے کہ میں جوان تھا بوڑھا ہو گیا ہوں مگر میں نے متقی کو کبھی ذلیل وخوار نہیں دیکھا۔ پس اصل غرض انسان کی محبت ذاتی ہونی چاہیے اس سے جو کچھ اطاعت اور عبادت ہوگی وہ اعلیٰ درجہ کے نتائج اپنے ساتھ رکھے گی۔ ایسے لوگ خدا تعالیٰ کے مبارک بندے ہوتے ہیں وہ جس گھر میں ہوں وہ گھر مبارک ہو اور جس شہر میں ہوں وہ شہر مبارک۔ اس کی برکت سے بہت سی بلائیں دور ہو جاتی ہیں۔ اس کی ہر حرکت وسکون اس کے درودیوار پر خدا کی برکت اور رحمت نازل ہوتی ہیں۔ میں اسی راہ کو سکھانا چاہتا ہوں، اسی غرض کے لیے خدا تعالیٰ نے مجھے مامور کیا ہے۔ فرمایا یقیناً یاد رکھو کہ پوست کام نہیں آتا بلکہ مغز کی ضرورت ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ ناموں سے تو کچھ بھی نہیں ہوتا۔ تم نام کے مسلمان کہلاتے ہو، نام کے انصار اللہ کہلاتے ہو تو اس سے تو کچھ نہیں بنے گا جب تک کہ قول وفعل ایک نہیں ہو جاتے۔ آپؑ فرماتے ہیں کہ نام کچھ حقیقت اپنے اندر نہیں رکھتا جب تک کام نہ ہو۔ اسی طرح پر خدا تعالیٰ مغز اور حقیقت کو چاہتا ہے رسم اور نام کو پسند نہیں کرتا۔ جب انسان سچے دل سے سچے اسلام کی تلاش کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ وہ اس کو اپنی راہیں دکھا دیتا ہے جیسا کہ فرمایا: والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا۔ خدا تعالیٰ بخیل نہیں اگر انسان مجاہدہ کرے گا تو وہ یقیناً اپنی راہ کو ظاہر کر دے گا۔

پھر آپؑ فرماتے ہیں: اس سلسلہ سے خدا تعالیٰ نے یہی چاہا ہے اور اس نے مجھ پر ظاہر کیا ہے کہ تقویٰ کم ہو گیا ہے۔ بعض تو کھلے طور پر بے حیائیوں میں گرفتار ہیں اور فسق وفجور کی زندگی بسر کرتے ہیں اور بعض ایسے ہیں جو ایک قسم کی ناپاکی کی ملونی اپنے اعمال کے ساتھ رکھتے ہیں مگر انہیں نہیں معلوم کہ اگر اچھے کھانے میں تھوڑا سا زہر پڑ جاوے تو وہ سارا زہریلا ہو جاتا ہے اور بعض ایسے ہیں جو چھوٹے چھوٹے گناہ ریاکاری وغیرہ جن کی شاخیں باریک ہوتی ہیں ان میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ اب اللہ تعالیٰ نے یہ ارادہ کیا ہے کہ وہ دنیا کو تقویٰ اور طہارت کی زندگی کا نمونہ دکھائے۔ اسی غرض کے لیے اس نے یہ سلسلہ قائم کیا ہے۔ وہ تطہیر چاہتا ہے اور ایک پاک جماعت بنانا اس کا منشا ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ پس اس بات کے بعد ہمیں اپنے جائزے لینے چاہئیں کہ کیا ہماری حقیقت میں تطہیر ہوگئی ہے اور ہم نے اپنی زندگیوں کو اتنا پاک کر

لیا ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہم سے چاہتے ہیں یا اس کے لیے کوشش کر رہے ہیں۔ اگر نہیں تو اب ہم دوسروں کو حقیقی رنگ میں راستہ نہیں دکھا سکیں گے۔ پس ہمیں بڑے خوف سے بڑی دعاؤں اور استغفار کے ساتھ اپنے جائزے لیتے رہنے چاہئیں۔

پھر آپؑ فرماتے ہیں: یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ قرآن کریم میں عملی اور علمی تکمیل کی ہدایت ہے چنانچہ اِھدِنا الصِراط میں تکمیل علمی کی طرف اشارہ ہے اور تکمیل عملی کا بیان صِراط الذِین انعمت علیھِم میں فرمایا کہ جو نتائج اکمل اور اتم ہیں وہ حاصل ہو جائیں۔ جیسے ایک پودا جو لگایا گیا ہے جب تک پورا نشوونما حاصل نہ کرے اس کو پھل پھول نہیں لگ سکتے۔ اسی طرح اگر کسی ہدایت کے اعلیٰ اور اکمل نتائج موجود نہیں ہیں وہ ہدایت مُردہ ہے جس کے اندر کوئی نشوونما کی قوت اور طاقت نہیں ہے۔ قرآن شریف ایک ایسی ہدایت ہے کہ اس پر عمل کرنے والا اعلیٰ درجہ کے کمالات حاصل کر لیتا ہے اور خدا تعالیٰ سے اس کا ایک سچا تعلق پیدا ہونے لگتا ہے۔ یہاں تک کہ اس کے اعمالِ صالحہ جو قرآنی ہدایتوں کے موافق کیے جاتے ہیں وہ ایک شجرِ طیب کی مثال جو قرآن شریف میں دی گئی ہے، بڑھتے ہیں اور پھل پھول لاتے ہیں۔

پس یہ عمل ہونے چاہئیں ہمارے۔ قرآن کریم کے حکموں کی تلاش کریں جو نواہی اور اوامر ہیں ان کو دیکھیں۔ جو نہ کرنے والی باتیں ہیں ان سے رُکیں اور جو کرنے والی باتیں ہیں ان کو اختیار کریں۔ اپنی حالتوں کو بہتر بنائیں تبھی ہم حقیقی بیعت کا حق ادا کر سکتے ہیں اور تبھی ہم حقیقی رنگ میں انصار اللہ بن کے یہ پیغام دنیا کو پہنچا سکتے ہیں اور دنیا کو سیدھے رستے پہ چلا سکتے ہیں۔ پھر آپؑ فرماتے ہیں ایک خاص قسم کی حلاوت اور ذائقہ ان میں پیدا ہوتا ہے۔ جو یہ سب کام کرتے ہیں وہ پھر ایسے پھل پیدا کرتے ہیں جس میں ایک خاص قسم کی حلاوت پیدا ہو جاتی ہے۔

فرمایا تواصو ابالحقِ میں یہ فرمایا کہ وہ اپنے اعمال کی روشنی سے دوسروں کو نصیحت کرتے ہیں۔ یعنی اپنے عمل جو ہیں اس سے دوسروں کو نصیحت کرتے ہیں صرف باتوں سے نہیں کرتے۔ اور پھر ان کا شیوہ یہ ہوتا ہے وتواصوا بِالصبر۔ یعنی صبر کے ساتھ وعظ و نصیحت کا شیوہ اختیار کرتے ہیں۔ صرف باتوں کے ذریعہ سے تبلیغ نہیں کرنی بلکہ اپنے عمل سے دوسروں کو قائل کرنا ہے اور پھر مستقل مزاجی سے اس پر قائم رہتے ہوئے ان کو نصیحت کرنا اور تبلیغ کرتے چلے جانا ہے۔ اگر مخالفت ہو تو جلدی غصہ میں نہیں آ جاتے۔ پس تبلیغ کے لیے یہ دو باتیں ہمیشہ یاد رکھنی چاہئیں کہ اپنے عمل اور تعلیم میں مطابقت پیدا کرنا اور دوسرے صبر سے کام لیتے ہوئے مستقل مزاجی سے اور برداشت سے تبلیغ کرتے چلے جانا ہے۔ پس ہمیں اس حوالے سے بھی اپنے جائزے لینے چاہئیں اور تبلیغ کے کام کو آگے بڑھانا چاہیے۔ یہاں تو مواقع ایسے ہیں کہ تبلیغ کے بہت سارے کام ہو سکتے ہیں۔ جہاں روکیں ہیں یعنی قانون اور حکومتیں اگر رستے میں حائل ہیں تو دوسری جگہ جہاں ہم فائدہ اٹھا سکتے ہیں کیوں نہ اٹھایا جائے۔ پس اِن ملکوں میں رہنے والے، جن کو آزادانہ طور پر تبلیغ کے مواقع میسر ہیں، ان کو چاہیے کہ پہلے سے بڑھ کر تبلیغ کے لیے میدان میں نکلیں اور اپنے عمل سے ثابت کر دیں کہ اسلام ہی وہ حقیقی مذہب ہے جو دنیا کو راہ راست پر لا سکتا ہے اور دنیا کو نجات دلا سکتا ہے۔

بہرحال یہ سب کام اللہ تعالیٰ کی محبت دل میں پیدا کرتے ہوئے کریں گے تو برکت ہوگی۔ ذاتی اغراض نہیں ہونی چاہئیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: انسان کو چاہیے کہ ساری کمندوں کو جلا دے اور صرف محبت الٰہی ہی کی کمند کو باقی رہنے دے۔ خدا نے بہت سے نمونے پیش کئے ہیں آدم سے لے کر نوح و ابراہیم اور موسیٰ اور عیسیٰ اور حضرت محمد مصطفیٰ علیہم الصلوٰۃ والسلام تک کُل انبیا اسی نمونہ کی خاطر ہی تو اس نے بھیجے ہیں تا لوگ ان کے نقشِ قدم پر چلیں۔ جس طرح وہ خدا تک پہنچے اسی طرح اَور لوگ بھی کوشش کریں۔ سچ ہے کہ جو خدا کا ہو جاتا ہے خدا اس کا ہو جاتا ہے۔ یاد رکھو کہ ایسا نہ ہو کہ تم اپنے اعمال سے ساری جماعت کو بدنام کرو۔ فرمایا کہ شیخ سعدی صاحب فرماتے ہیں کہ ایک برا آدمی کئی نیک ناموں کی بدنامی کا باعث بن جاتا ہے۔ پس ہمیں بہت سوچنے کی ضرورت ہے۔ حقیقی انصار اللہ بننے کے لیے بہت غور کرنے کی ضرورت ہے۔ پس اللہ تعالیٰ کی محبت ہمیں اپنے دل میں پیدا کرنے کی بہت کوشش کرنی چاہیے کہ ہمارے عمل بھی اس وقت حقیقی عمل بنیں گے جب ہم خدا تعالیٰ کی محبت کی وجہ سے نیکیاں بجا لانے کی کوشش کریں گے۔ ہمارے کاموں میں برکت اس وقت پڑے گی جب اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے راستے پر چلیں گے۔ ہم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس عظیم کام میں معاون و مددگار تبھی بن سکیں گے جب ہم اپنے ہر قول و فعل کو اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے حکموں کے مطابق کرتے ہوئے پھر اللہ تعالیٰ سے اس میں برکت کی دعائیں مانگیں گے اور اللہ تعالیٰ سے دعائیں مانگنے کا صحیح طریق اپنی عبادتوں کو اس کے حکم کے مطابق بجا لانا ہے یعنی پانچ وقت کی نمازوں کی حفاظت اور دلی سوز سے ادائیگی اور توجہ کے ساتھ ادائیگی۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک موقع پر فرمایا: سو تم نمازوں کو سنوارو اور خدا تعالیٰ کے احکام کو اس کے فرمودہ کے بموجب ادا کرو۔ اس کی نواہی سے بچے رہو اس کے ذکر اور یاد میں لگے رہو دعا کا سلسلہ ہر وقت جاری رکھو۔ اپنی نماز میں جہاں جہاں رکوع و سجود میں دعا کا موقع ہے دعا کرو اور غفلت کی نماز کو ترک کر دو۔ رسمی نماز کچھ ثمرات مرتب نہیں لاتی رسمی نماز کچھ ثمر ان مرتب نہیں لاتی اور نہ وہ قبولیت کے لائق ہے۔ نماز وہی ہے کہ کھڑے ہونے سے سلام پھیرنے کے وقت تک پورے خشوع و خضوع اور حضور قلب سے ادا کی جائے اور عاجزی اور فروتنی اور انکسار اور گریہ وزاری سے اللہ تعالیٰ کے حضور میں اس طرح سے ادا کی جاوے کہ گویا اس کو دیکھ رہے ہو اگر ایسا نہیں تو کم از کم یہ تو ہو کہ وہ تم کو دیکھ رہا ہے۔ اس طرح کمال ادب اور محبت اور خوف سے بھری ہوئی نمازیں ادا کرو۔ یہ ہے نماز کی حقیقت۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ بھی فرمایا کہ ہماری کامیابی دعاؤں سے ہی ہونی ہے۔ پس جب ہم اپنی عملی حالتوں کی تبدیلی کے ساتھ دعاؤں اور عبادات کے اعلیٰ معیار حاصل کرنے کی کوشش کریں گے تو تبھی ہم حضرت مسیح موعودؑ کے حقیقی انصار میں شمار ہو سکتے ہیں، تبھی ہم اپنی اگلی نسلوں کی اصلاح اور اُن کو جماعت سے جوڑنے کا ذریعہ بن سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

حضور انور نے فرمایا کہ مَیں اس وقت ایم ٹی اے اسلام آباد کے نئے سٹوڈیو سے خطاب کر رہا ہوں۔ اور آج پہلی دفعہ یہاں سے یہ پروگرام جاری ہو رہا ہے گویا کہ انصار اللہ کے اس اجتماع کے ساتھ اس کا افتتاح بھی ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ اس کو بھی اسلام کا پیغام، دین کا پیغام پہنچانے کا ذریعہ بنائے اور پہلے سے بڑھ کر ایم ٹی اے کے ذریعہ سے دنیا میں اسلام کا حقیقی پیغام پہنچ سکے۔

اس کے بعد حضور انور نے دعا کروائی۔

اجتماع کا پہلا روز

سالانہ اجتماع کا باقاعدہ آغاز 11 ستمبر 2021ء کی صبح دس بجے ہوا جب افتتاحی اجلاس سے قبل لوائے انصاراللہ لہرانے کی تقریب ہوئی جس کے لیے طاہر ہال اور مسجد بیت الفتوح کے سنگم پر ایک چبوترہ تیار کیا گیا تھا۔ مکرم رفیق احمد حیات صاحب امیر جماعت احمدیہ برطانیہ نے لوائے انصاراللہ اور مکرم ڈاکٹر چودھری اعجاز الرحمٰن صاحب صدر مجلس انصاراللہ برطانیہ نے برطانیہ کا قومی پرچم فضا میں بلند کیا۔ پھر مکرم امیر صاحب نے دعا کروائی۔ جس کے بعد طاہر ہال میں مکرم امیر صاحب کی زیر صدارت افتتاحی اجلاس کا انعقاد ہوا۔ تلاوت قرآن کریم مکرم داؤد احمد صاحب نے کی۔ آیات کریمہ کا انگریزی ترجمہ مکرم جمیل مواںجے صاحب نے پیش کیا۔ مکرم صدر صاحب مجلس انصاراللہ برطانیہ کی اقتدا میں حاضرین نے مجلس انصاراللہ کا عہد دہرایا۔ پھر مکرم مجاہد جاوید صاحب نے سیّدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا پاکیزہ منظوم کلام پیش کیا:

عجب گوہر ہے جس کا نام تقویٰ
مبارک وہ ہے جس کا کام تقویٰ
سنو ہے حاصل اسلام تقویٰ
خدا کا عشق مے اور جام تقویٰ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے منظوم کلام کے بعد مکرم امیر صاحب نے اپنی افتتاحی تقریر میں سب سے پہلے شرکائے اجتماع سے عالمی وبا سے بچنے کے بارے میں اختیار کیے جانے والے حفاظتی انتظامات کو ملحوظ رکھنے کی درخواست کی۔ پھر آپ نے پاکستان میں احمدیوں پر ہونے والے مظالم کا ذکر کیا اور کہا کہ ہمیں خدا تعالیٰ کا شکرگزار ہونا چاہیے کہ ہم ایک ایسے ملک میں رہائش رکھتے ہیں جہاں سرکاری طور پر ہمیں تمام بنیادی انسانی حقوق میسر ہیں۔ بعدازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ایک خطبہ جمعہ سے ایک اقتباس پڑھ کر آپ نے انصار کو اپنی ذات میں تربیتی اور اخلاقی پہلوؤں کو اجاگر کرنے کی طرف توجہ دلائی تا کہ ہمارا خدا تعالیٰ سے ایک مضبوط تعلق قائم ہوجائے اور ہمیں اُس کی محبت حاصل ہوجائے کیونکہ یہی وہ عظیم مقصد ہے جسے حاصل کرنے کے لیے حضرت مسیح موعود علیہ السلام مبعوث ہوئے ہیں اور حضرت اقدسؑ نے خود فرمایا ہے کہ خالق کے ساتھ مخلوق کا تعلق پیدا کرنے کے لیے مَیں آیا ہوں۔

اپنی تقریر کے اختتام سے قبل محترم امیر صاحب نے سلائیڈز کی مدد سے بیت الفتوح پراجیکٹ کی تکمیل کے حوالے سے مختلف مراحل پر تفصیل سے روشنی ڈالی اور بتایا کہ جلد ہی یہ سارا منصوبہ مکمل ہوجائے گا اور جماعت احمدیہ برطانیہ کے علاوہ اس علاقے کے لیے بھی ایک خوش کُن اضافہ ہوگا۔ آخر میں مکرم امیر صاحب نے دعا کروائی اور اس طرح افتتاحی اجلاس اختتام کو پہنچا۔

سالانہ اجتماع کا پہلا اجلاس

افتتاحی اجلاس کے فوراً بعد اجتماع کے پہلے اجلاس کا آغاز ہوا جس میں چند علمی اور ورزشی مقابلہ جات منعقد ہوئے جن میں تلاوت قرآن کریم، نظم، قصیدہ، تقریر اردو اور تقریر انگریزی، نیز پچاس میٹر اور دو سو میٹر کی دوڑیں، گولہ پھینکنا فٹ بال اور والی بال شامل ہیں۔ علمی مقابلہ جات طاہر ہال اور مسجد بیت الفتوح کے مرکزی ہال میں جبکہ ورزشی مقابلہ جات مسجد کے کمپلیکس کے سامنے واقع وسیع و عریض پارک میں منعقد ہوئے۔

مقابلہ جات کے دوران طاہر ہال میں تین عوامی دلچسپی کے موضوعات پر نہایت مفید اور خوبصورت پریزنٹیشنز کا بھی اہتمام کیا گیا۔ پہلی پریزنٹیشن سائیکل چلانے کی افادیت اور اس حوالے سے حفاظت سے متعلق اہم معلومات پر مبنی تھی جو مکرم طارق نُور صاحب اور مکرم مرزا محمود احمد صاحب نے نہایت عمدگی سے سلائیڈز کی مدد سے پیش کی۔ دوسری پریزنٹیشن میں مکرم عمران علی صاحب نے ایک اہم موضوع یعنی اپنی زندگی میں ہی اپنی املاک اور دیگر وراثت سے متعلق قانونی تقاضوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے وصیت کرنے کے بارے میں مختلف اخلاقی اور قانونی پہلوؤں پر روشنی ڈالی۔ تیسری پریزنٹیشن عمومی صحت کے بارے میں بہت مفید معلومات پر مشتمل تھی جسے مکرم ڈاکٹر حماد احمد صاحب اور مکرم ڈاکٹر محمود احمد صاحب (کارڈیالوجسٹ) نے پیش کیا۔ تینوں پریزنٹیشنز کے بعد شرکائے مجلس کو سوالات پوچھنے کی دعوت بھی دی گئی اور بعض احباب نے اپنے تجارب بھی بیان کیے۔ اس بہت مفید مجلس کے اختتام کے ساتھ سالانہ اجتماع کا پہلا اجلاس اپنے اختتام کو پہنچا۔

سالانہ اجتماع کا دوسرا اجلاس

کھانے اور نمازوں کے وقفے کے بعد اجتماع کا دوسرا اجلاس طاہر ہال میں مکرم ڈاکٹر سر افتخار احمد ایاز صاحب چیئرمین احمدیہ ہیومن رائٹس کمیٹی کی صدارت میں شروع ہوا۔ مکرم معید حامد صاحب نے تلاوت قرآن کریم کی۔ آیات کریمہ کا ترجمہ مکرم حکیم مینسا صاحب نے پڑھ کر سنایا۔ پھر مکرم آصف چغتائی صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے منظوم کلام سے چند اشعار خوش الحانی سے پڑھے۔

اس اجلاس کے پہلے مقرر مکرم راجہ برہان احمد صاحب قائد تعلیم مجلس انصاراللہ برطانیہ تھے جنہوں نے مطالعہ کتب کے موضوع پر اردو زبان میں سیر حاصل تقریر کی۔ آپ نے کتب کے مطالعہ کی اہمیت کو بیان کرنے کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کے مطالعہ کی افادیت، ضرورت اور برکات پر تفصیل سے روشنی ڈالی اور اس حوالے سے حضور علیہ السلام اور خلفائے کرام کے متعدد ارشادات بھی پیش کرکے حاضرین کو حضور علیہ السلام کی کتب اور خاص طور پر ''حقیقۃ الوحی'' پڑھنے کی طرف توجہ دلائی جو اس وقت مجلس انصاراللہ برطانیہ کے نصاب کے طور پر زیر مطالعہ ہے۔ حضور علیہ السلام نے اپنی کتب کے بارے میں خود فرمایا ہے: ''میں تو ایک حرف بھی نہیں لکھ سکتا اگر خدا تعالیٰ کی طاقت میرے ساتھ نہ ہو۔ بارہا لکھتے لکھتے دیکھا ہے ایک خدا کی روح ہے جو تیر رہی ہے، قلم تھک جایا کرتی ہے مگر اندر جوش نہیں تھکتا، طبیعت محسوس کیا کرتی ہے کہ ایک ایک حرف خدا تعالیٰ کی طرف سے آتا ہے۔''

اس اجلاس کے دوسرے مقرر مکرم آصف محمود باسط صاحب تھے جنہوں نے انگریزی زبان میں تقریر کی جس میں سوشل میڈیا کے خطرات پر تفصیل سے روشنی ڈالی۔ آپ نے بچوں پر سوشل میڈیا کے اثرات کو بیان کرنے کے بعد اس کے خوفناک نتائج کو بیان کیا جو انفرادی اور اجتماعی، ہر دو سطحوں پر تیزی سے بڑھ رہے ہیں۔ آپ نے بتایا کہ انصار کو سوشل میڈیا کے ذرائع کو خود بھی استعمال کرنے کی طرف توجہ دینی چاہیے تا کہ زیادہ بہتر انداز میں اپنے بچوں کی رہنمائی کرسکیں۔ مقرر موصوف نے حضور انور کی کتاب ''سوشل میڈیا'' کے مطالعے کی طرف بھی توجہ دلائی اور اپنی اولاد کے ساتھ تعلقات کو مضبوط کرنے کے نفسیاتی حربوں پر بھی روشنی ڈالی تا کہ بچوں کی تعلیم، تربیت اور اصلاح کا عظیم مقصد آسانی سے حاصل ہوسکے۔

اس اجلاس کی تیسری اور آخری تقریر اردو زبان میں تھی۔ مکرم فضل الرحمٰن صاحب قائد تربیت مجلس انصاراللہ برطانیہ نے ’’نظام وصیت کی اہمیت‘‘ پر بہت مؤثر انداز میں روشنی ڈالتے ہوئے اس نظام کے اغراض و مقاصد، اس کے لیے قربانی کی اہمیت، اس نظام میں شامل ہونے والوں کے لیے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی دعائیں اور بہت سے قربانی کرنے والوں کے واقعات بیان کئے۔ مقرر موصوف نے بتایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تین بار بڑے درد کے ساتھ اس بہشتی مقبرہ میں دفن ہونے والوں کے لیے دعا کی ہے اور ان دعاؤں سے بھی یہ واضح ہوجاتا ہے کہ اس نظام میں شامل ہونے والوں کے اندر کونسی تبدیلیاں پیدا ہونا ضروری ہیں۔ چنانچہ پہلی بار دعا کے الفاظ یہ ہیں: ’’میں دعا کرتا ہوں کہ خدا اس میں برکت دے اور اسی کو بہشتی مقبرہ بنا دے۔ اور یہ اس جماعت کے پاک دل لوگوں کی خوابگاہ ہو جنہوں نے درحقیقت دین کو دنیا پر مقدم کرلیا اور دنیا کی محبت چھوڑ دی اور خدا کے لیے ہوگئے اور پاک تبدیلی اپنے اندر پیدا کرلی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کی طرح وفاداری اور صدق کا نمونہ دکھلایا۔ آمین یَا رَبَّ الْعَالَمِیْنَ۔‘‘ پھر آپ نے دوسری بار یوں دعا کی کہ ’’میں پھر دعا کرتا ہوں کہ اے میرے قادر خدا اس زمین کو میری جماعت میں سے اُن پاک دلوں کی قبریں بنا جو فی الواقع تیرے لیے ہو چکے اور دنیا کی اغراض کی ملونی اُن کے کاروبار میں نہیں۔ آمین یَا رَبَّ الْعَالَمِیْنَ‘‘۔ اور تیسری بار پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یوں دعا کی کہ ’’پھر میں تیسری دفعہ دعا کرتا ہوں کہ اے میرے قادر کریم! اے خدائے غفور و رحیم! تُو صرف ان لوگوں کو اس جگہ قبروں کی جگہ دے جو تیرے اس فرستادہ پر سچا ایمان رکھتے ہیں اور کوئی نفاق اور غرض نفسانی اور بدظنّی اپنے اندر نہیں رکھتے اور جیسا کہ حق ایمان اور اطاعت کا ہے بجا لاتے ہیں۔ اور تیرے لیے اور تیری راہ میں اپنے دلوں میں جان فدا کر چکے ہیں۔ جن سے تُو راضی ہے اور جن کو تُو جانتا ہے کہ بکلّی تیری محبت میں کھوئے گئے اور تیرے فرستادہ سے وفاداری اور پورے ادب اور انشراحی ایمان کے ساتھ محبت اور جانفشانی کا تعلق رکھتے ہیں۔ آمین یَا رَبَّ الْعَالَمِیْنَ‘‘۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے یہ ارادہ کیا ہے کہ وہ دنیا کو تقویٰ اور طہارت کی زندگی کا نمونہ دکھائے۔ اسی غرض کے لیے اس نے یہ سلسلہ قائم کیا ہے۔ وہ تطہیر چاہتا ہے اور ایک پاک جماعت بنانا اس کا منشا ہے۔

سالانہ اجتماع کا تیسرا اجلاس

ایک مختصر وقفے کے بعد اجتماع کے تیسرے اجلاس کا انعقاد مکرم ڈاکٹر چودھری اعجاز الرحمٰن صاحب صدر مجلس انصاراللہ برطانیہ کی زیر صدارت تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو مکرم عبدالسمیع عابد صاحب نے کی۔ آیات کریمہ کا انگریزی ترجمہ مکرم محمد زکریا چودھری صاحب نے پڑھا۔ جس کے بعد مکرم صدر صاحب نے چیریٹی واک کی تاریخ اور اس کے بابرکت اثرات کا اختصار سے ذکر کرتے ہوئے بیان کیا کہ یہ واک خلفائے کرام کی رہنمائی میں سالہا سال سے بنی نوع انسان کی خدمت کے علاوہ دعوت الی اللہ کا بھی بہت مؤثر ذریعہ ہے چنانچہ خصوصیت سے یہ امر قابل ذکر ہے کہ اس واک میں جمع کی جانے والی ساری کی ساری رقم چیریٹیز میں تقسیم کردی جاتی ہے اور کچھ بھی انتظامی معاملات کے لیے خرچ نہیں کیا جاتا۔ بعدازاں مکرم صدر صاحب نے سٹیج پر ایک پینل کو دعوت دی جس نے چیرٹی واک کے مختلف پہلوؤں پر تفصیل سے اظہار خیال کیا۔ آخر میں احباب کو سوالات کرنے کا موقع بھی دیا گیا۔ اس پینل کے میزبانی مکرم خلیل یوسف صاحب نے کی جبکہ دیگر شرکاء میں مکرم ظہیر احمد جتوئی صاحب چیئرمین چیرٹی واک فار پیس، مکرم رفیع احمد بھٹی صاحب نائب چیئرمین اور مکرم اظہر منان صاحب قائد مال مجلس انصاراللہ یو کے شامل تھے۔ اجلاس کے دوران مختلف ریجنل ناظمین اعلیٰ نے بھی اپنے خیالات کا اظہار کیا اور ریجنز کی سطح پر آئندہ چند ہفتوں میں منعقد ہونے والے پروگراموں پر روشنی ڈالی۔ قریباً ڈیڑھ گھنٹے تک جاری رہنے والے اس اجلاس کے اختتام سے قبل مکرم صدر صاحب نے مختلف علمی و ورزشی مقابلہ جات میں نمایاں کارکردگی دکھانے والے انصار اور مجالس کی شاندار کارکردگی کی بنیاد پر انعامات تقسیم کیے۔

پہلے روز کے تیسرے اجلاس کا آخری پروگرام ایک مجلس شعر و ادب کا اہتمام تھا۔ اس نشست کے میزبان مکرم وسیم احمد فضل صاحب مربی سلسلہ تھے جبکہ شرکاء میں مکرم محمد طاہر ندیم صاحب مربی سلسلہ اور مکرم میر انجم پرویز صاحب مربی سلسلہ شامل تھے۔ نشست کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو مکرم ظفراللہ احمدی صاحب نے کی اور آیات کریمہ کا اردو ترجمہ پیش کیا۔ بعد ازاں مکرم مجاہد جاوید صاحب نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا منظوم کلام خوش الحانی سے پیش کیا۔ یہ نشست کئی پہلوؤں سے دلچسپی کی حامل تھی۔ شرکاء نے اپنا خوبصورت کلام پیش کرنے کے ساتھ ساتھ خلفائے سلسلہ اور بعض بزرگان دین کے ایمان افروز واقعات بھی بیان کیے۔ نیز مختلف علمی اور ادبی نکات پر روشنی ڈالتے ہوئے احمدیہ علمِ کلام کی امتیازی خصوصیات اور بامقصد ادبی خدمات پر بھی بہت دلنشیں پیرائے میں اظہار خیال کیا۔ اس نہایت دلچسپ نشست کا اختتام دعا کے ساتھ ہوا جو مکرم رفیق احمد حیات صاحب امیر جماعت احمدیہ برطانیہ نے کروائی اور اس کے ساتھ ہی سالانہ اجتماع 2021ء کے پہلے روز کا پروگرام بھی بخیر و خوبی اختتام کو پہنچا۔

بعدازاں انصار کی خدمت میں رات کا کھانا پیش کیا گیا جو پہلے سے پیک کر کے تیار رکھا گیا تھا۔ بعدازاں نماز مغرب و عشاء رات آٹھ بجے ادا کی گئیں۔

سالانہ اجتماع کا دوسرا روز

سالانہ اجتماع کا چوتھا اجلاس

12 ستمبر 2021ء کو اجتماع کے دوسرے روز کا پہلا اور اجتماع کا چوتھا اجلاس مکرم ڈاکٹر چودھری اعجاز الرحمٰن صاحب صدر مجلس انصاراللہ برطانیہ کی زیر صدارت حسب پروگرام صبح دس بجے تلاوت قرآن کریم سے شروع ہوا جو مکرم ظفراللہ احمدی صاحب نے کی اور مکرم عطاء القدوس صاحب ریجنل امیر اسلام آباد نے آیات کریمہ کا انگریزی میں ترجمہ پیش کیا۔ جس کے بعد مکرم ندیم زاہد صاحب نے سیّدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کا منظوم دعائیہ کلام خوش الحانی سے پڑھا۔

اس اجلاس کی پہلی تقریر مکرم مولانا عطاء المجیب راشد صاحب نائب امیر و امام مسجد فضل لندن کی تھی۔ انگریزی زبان میں کی جانے والی اس تقریر کا عنوان تھا: ’’تربیتِ اولاد اور انصار کی ذمہ داری‘‘۔ اپنی تقریر کے آغاز میں مکرم امام صاحب

نے یہ واقعہ بیان کیا کہ ایک بار حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے حضرت چودھری ظفراللہ خان صاحبؓ اور محترم ڈاکٹر عبدالسلام صاحب سے لفظ 'تربیت' کا انگریزی ترجمہ پوچھا۔ دونوں نے اپنے علم کے مطابق انگریزی میں جو الفاظ بتائے اُس پر حضورؒ نے فرمایا کہ دونوں تراجم درست ہیں لیکن تربیت کے لفظ میں جو معانی پنہاں ہیں اُن کا حق انگریزی کے الفاظ ادا ہی نہیں کر سکتے اس لیے آئندہ سے احمدیہ لغت میں 'تربیت' کا لفظ بھی شامل کرلیا جائے جس کا ترجمہ کرنے کی ضرورت نہیں۔ پھر امام صاحب نے بہت مؤثر انداز میں انصار کو توجہ دلائی کہ اگر وہ اپنے کردار کو اسلامی اصولوں کے مطابق ڈھالیں گے تو اُن کو اپنے بچوں کی تربیت کرنے میں مشکل پیش نہیں آئے گی۔ جو والدین خدا تعالیٰ کے احکام کے مطابق نماز کو قائم کرنے کی کوشش کرتے ہیں، قرآن کریم کی تلاوت باقاعدگی سے کرتے ہیں اور عام اخلاق مثلاً سچ بولنے وغیرہ کو اپنا لیتے ہیں اُن کی اولادیں اپنے والدین کے اوصاف کو ہی اپنی زندگیوں کا حصہ بنالیتی ہیں۔ مقرر موصوف نے متعدد خوبصورت نکات بیان کرتے ہوئے اپنے مضمون کا حق ادا کرنے کی کوشش کی اور بتایا کہ انصار اپنی زندگیوں کے اُس دَور سے گزر رہے ہیں جہاں وہ اس دنیا سے رخصت ہونے کے وقت کے قریب پہنچ رہے ہیں اور ایسے میں ضروری ہے کہ اپنے بچوں کی اسی طرح حفاظت، نگرانی اور تربیت کریں جس طرح ایک مسافر اپنی منزل پر پہنچنے سے قبل اپنے سامان کی نگرانی کرتا ہے اور منزل پر پہنچ کر سواری سے اترنے کی ہر ممکن تیاری کرتا ہے۔ مکرم امام صاحب نے بتایا کہ دعا کے ساتھ بچوں کی تربیت کرنے کو ہمیشہ پیش نظر رکھنا چاہیے جیسا کہ حضرت مسیح موعودؑ نے بھی فرمایا ہے کہ میری اپنی تو یہ حالت ہے کہ میری کوئی نماز ایسی نہیں جس میں مَیں اپنے دوستوں اور اپنی اولاد اور بیوی کے لیے دعا نہیں کرتا۔

اس اجلاس کی دوسری تقریر مکرم مولانا اخلاق احمد انجم صاحب مربی سلسلہ وکالت تبشیر لندن کی تھی۔ اردو زبان میں اس تقریر کا موضوع تھا: ''برکاتِ خلافت''۔ مقرر موصوف نے بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے بگڑی ہوئی امّت کی اصلاح اور اشاعتِ دین کے لیے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کو اس زمانے کا امام اور مہدی بنا کر بھیجا ہے۔ آپؑ کے ہی مقصدِ بعثت کو جاری رکھنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے تقویٰ شعاروں کی ایک جماعت قائم فرمائی جس میں نظام خلافت جاری فرمایا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس نظام کے ذریعے وہ تمام برکات بنی نوع انسان کو عطا فرمائیں جن کی دینی ترقیات اور دنیاوی معاملات کے لیے آپؑ کے پیروکاروں کو ضرورت تھی۔ مقرر موصوف نے وقت کی مناسبت سے سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کی دعاؤں کی قبولیت کے چند واقعات بھی بیان کیے جو دراصل مُردوں کے زندہ ہونے کا عظیم الشان نشان ہیں۔ آپ نے اپنی تقریر کا اختتام حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے ایک نہایت پُر معارف ارشاد پر کیا۔ حضورؒ نے احباب جماعت کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ ''خوب اچھی طرح اسے اپنی عقل و فراست کی گانٹھوں میں باندھ کر محفوظ کرلو کہ تمہاری شادابی اور تمہاری یہ بہارِ نو، تمہاری کلیوں کا چٹکنا اور شگوفوں کا پھوٹنا یہ سب سرتاپا خلافتِ محمدیہ کے دم قدم کی برکت سے ہے۔ یہ نعمت تمہیں ہجر کی تیرہ طویل اور دردناک صدیوں کی گریہ وزاری کے بعد نصیب ہوئی ہے۔ اب اس نعمت کو سرآنکھوں پر بٹھانا، سینہ سے لگانا اور اپنے بچوں اور اپنی بیویوں اور اپنے باپوں اور اپنے ہر دوسرے پیارے سے ہزار بار بڑھ کر عزیز رکھنا۔ تمہارے احیا اور تمہاری بقا کی تمام کنجیاں خلافت میں رکھ دی گئی ہیں۔ سب تدبیریں قیامت تک کے لیے خلافت سے وابستہ ہو چکی ہیں، اُمتِ مسلمہ کی تقدیر اس نظام سے وابستہ ہے اور تمہاری غیر متناہی عظیم شاہراہ اس در سے ہو کر گزرتی ہے جسے خلافتِ راشدہ محمدیہ کہا جاتا ہے۔ جان دے کر بھی اس نعمت کی حفاظت کرو اور ایک کے بعد دوسرے آنے والے خلیفہ راشد سے انصار کی زبان میں یہ منّت عرض کرو کہ اے! خلیفۃ الرسول! ہم تمہارے آگے بھی لڑیں گے، ہم تمہارے پیچھے بھی لڑیں گے، ہم تمہارے دائیں بھی لڑیں گے اور تمہارے بائیں بھی لڑیں گے اور خدا کی قسم! خدا کی قسم! اب قیامت تک کسی دشمن کی مجال نہ ہوگی کہ محمد عربی ﷺ کی خلافت کو بُری نظر سے دیکھ سکے۔''

اس اجلاس کی تیسری اور آخری تقریر مکرم ڈاکٹر چودھری اعجاز الرحمٰن صاحب صدر مجلس انصاراللہ برطانیہ کی تھی۔ مکرم صدر صاحب موصوف نے اپنی مختصر تقریر میں عالمی وبا کی آمد کے بعد بہت سی ظاہری مشکلات کے باوجود حاصل ہونے والی متفرق کامیابیوں اور ترقیات پر روشنی ڈالی۔ آپ نے بتایا کہ ان غیر طبعی حالات میں جسمانی طور پر اجلاسات میں حاضر ہونے کی پابندی کی وجہ سے آن لائن اجلاسات میں شامل ہونے والوں کی تعداد میں غیر معمولی اضافہ دیکھنے میں آیا۔ اسی طرح گھروں میں نماز باجماعت کی ادائیگی اور دیگر تربیتی امور کی ادائیگی میں نمایاں ترقی مشاہدہ کی گئی۔ مالی معاملات کے حوالے سے مکرم صدر صاحب موصوف نے بتایا کہ اس عالمی وبا کے نتیجے میں متعدد افراد کی آمدنی میں کمی واقع ہوگئی، بعض کی ملازمتیں ختم ہوگئیں اور بعض اپنے کام کو پہلے کی طرح جاری نہ رکھ سکے۔ ان حالات کے پیش نظر شعبہ مال کو خدشہ تھا کہ ہمارے بجٹ پر منفی اثرات ظاہر ہوں گے اور اس کی تیاری کے لیے ہمیں اپنے اخراجات میں نمایاں کمی کرنا پڑے گی۔ تاہم مَیں نے عاملہ میں اُس وقت بھی عرض کیا تھا کہ مجھے خدا تعالیٰ کے فضل اور احمدیوں کے اخلاص اور مالی قربانی کی روح پر اعتماد کرتے ہوئے یقین ہے کہ ہمارا بجٹ پورا ہوجائے گا۔ چنانچہ خدا تعالیٰ کے فضل سے ہمارے بجٹ میں اضافی آمد ریکارڈ کی گئی۔ مکرم صدر صاحب نے بتایا کہ یہ بیان کرنے کا مقصد خدا تعالیٰ کی شکرگزاری اور اپنے دوستوں کا بھی شکریہ ادا کرنا ہے جن کی مالی قربانی کی وجہ سے ہمارا قدم پیچھے ہٹنے کی بجائے آگے بڑھتا جارہا ہے۔ اور اگرچہ گزشتہ سال کے حالات کی وجہ سے ہم چیریٹی واک کو منعقد نہیں کرسکے تھے لیکن خدا تعالیٰ کے فضل سے اپنے نصف ملین پاؤنڈ کے ٹارگٹ کو حاصل کرنے میں ہم نے کامیابی حاصل کرلی۔ اسی طرح حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے اسلام آباد میں تشریف لے جانے کے بعد مجلس انصاراللہ برطانیہ نے قریبی علاقے میں ایک گیسٹ ہاؤس خریدنے کی بھی توفیق پائی جس کا نام حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ''سرائے ناصر'' تجویز فرمایا ہے۔ اس گیسٹ ہاؤس کی خرید کے لیے اڑہائی لاکھ پاؤنڈ کی رقم مہیا کرنے کے علاوہ مجلس انصاراللہ نے پانچ لاکھ پاؤنڈ مرکز سے بطور قرض حاصل کیا۔ حضورانور نے ازراہ شفقت مجھ سے پوچھا کہ کیا دو سال میں یہ قرض واپس کردیں گے تو خاکسار نے اپنے مالی حالات کے پیش نظر عرض کیا کہ حضور! پانچ سال میں ادا کرسکیں گے۔ لیکن خدا تعالیٰ نے حضورانور کی زبان مبارک سے ادا ہونے والے الفاظ میں ایسی برکت رکھ دی کہ نصف قرض ہم نے پہلے ہی سال میں ادا کردیا اور باقی نصف اس سال ادا کرنے میں کامیاب ہوجائیں گے۔ انشاءاللہ

مکرم صدر صاحب موصوف نے مزید بتایا کہ جتنے انصار نے بھی آن لائن

درخواست کے ذریعے سالانہ اجتماع میں شمولیت کے لیے خواہش کا اظہار کیا ہے، ہم نے انہیں دعوت نامے جاری کر دیے تاہم عمر کی جو حد (یعنی ستّر سال) مقرر کی گئی ہے یہ فیصلہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اور بعض عمر رسیدہ افراد کو مہمان یا مقرر کے طور پر مدعو کرنے کے لیے حضور انور سے خصوصی اجازت حاصل کی گئی ہے۔ مکرم صدر صاحب نے متنبہ کیا کہ حاضرین کا فرض ہے کہ وہ احتیاطی تقاضوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے اجتماع میں شامل ہوں۔ چونکہ کھانے کی مارکی میں ساڑھے چھ صد افراد کے بیٹھ کر کھانا کھانے کی گنجائش ہے اور آج حاضرین کی تعداد زیادہ ہے اس لیے مارکی سے باہر بھی کھانے کا انتظام کیا گیا ہے۔

اس کے بعد علمی اور ورزشی مقابلہ جات میں اوّل آنے والے انصار اور بعض شعبہ جات میں نمایاں کارکردگی دکھانے والی مجالس میں مکرم رفیق احمد حیات صاحب امیر جماعت احمدیہ برطانیہ نے انعامات تقسیم کیے۔

اجلاس کے اختتام سے قبل ایک خصوصی نشست کا انعقاد کیا گیا جس میں مجلس انصاراللہ برطانیہ کی زیر نگرانی اور غیر معمولی مالی معاونت سے برکینا فاسو (افریقہ) میں قائم ہونے والے نُور آئی ہسپتال کی تعمیر و تزئین اور اس میں مہیا کیے جانے والے جدید طبّی آلات سے متعلق تفصیلی معلومات مہیا کی گئیں۔ اس نشست کے میزبان مکرم سیّد کلیم اللہ صادق صاحب تھے۔ جبکہ شرکاء میں مکرم ڈاکٹر اعجاز الرحمٰن صاحب صدر مجلس انصاراللہ برطانیہ، مکرم ڈاکٹر عمران مسعود صاحب اور محترم صاحبزادہ مرزا وقاص احمد صاحب شامل تھے۔ سلائیڈز کی مدد سے اس پراجیکٹ کے مختلف مراحل دکھائے گئے اور محترم صدر صاحب نے حاضرین کو بتایا کہ 2016ء میں یہ ہسپتال بنانے کی ذمہ داری مجلس انصاراللہ برطانیہ کو حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی طرف سے سونپی گئی تھی۔ 2017ء میں حضور انور نے ایک اینٹ پر دعا کر کے خاکسار کو دی جسے خاکسار نے برکینا فاسو جا کر ہسپتال کی بنیاد میں رکھا۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے یہ بلڈنگ مکمل ہو چکی ہے اور بیرونی تزئین جاری ہے۔ ساڑھے چار ایکڑ پلاٹ کے ایک حصے میں تعمیر کی جانے والی یہ دو منزلہ عمارت ہے جس میں دو آپریشن تھیٹر اور مریضوں کا معائنہ کرنے کے لیے چھ کمرے تعمیر کیے گئے ہیں۔ اس کے علاوہ چند سٹورز، کچن اور دیگر کمرے تعمیر کیے گئے ہیں۔ دو گھر بھی اس زمین میں تعمیر کیے جائیں گے۔ اس منصوبے کے حوالے سے حضور انور نے بھی بارہا خوشنودی کا اظہار فرمایا ہے اور ہسپتال کی تعمیر کے بعد اس کو مستقل پیمانے پر چلانے کی ذمہ داری بھی مجلس انصاراللہ برطانیہ کے سپرد کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ مجلس انصاراللہ کا پراجیکٹ تھا اور رہے گا۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے بہت سے احباب نے اس حوالے سے صدقات کی مستقل ادائیگی کا پروگرام بنایا ہے اور ہماری آنکھوں کے آپریشن کی سکیم میں بھی بہت مستعدی سے حصہ لے رہے ہیں۔ کئی دیگر دوست بھی اس حوالے سے Standing Order کے ذریعے مالی قربانی کر رہے ہیں، چند ایک اپنے وقت کی قربانی کرتے ہوئے وقف عارضی پر جاتے ہیں جن میں مکرم چوہدری وسیم احمد صاحب سابق صدر مجلس انصاراللہ برطانیہ کی خدمات نمایاں ہیں۔ اس کے علاوہ مکرم ڈاکٹر مرزا خالد تسلیم صاحب اور خاکسار نے میڈیکل کے شعبے میں زیر تعلیم متعدد واقفین نَو کو جماعتی ضروریات کے حوالے سے سپیشلائزیشن کرنے کے سلسلے میں بھی رہنمائی کی ہے کیونکہ مستقبل میں ہسپتال کو کامیابی سے چلانے کے لیے ہر متعلقہ شعبے کے لیے افرادی قوّت کی بھی ضرورت ہوگی۔

اس خصوصی نشست کے بعد یہ اجلاس اختتام پذیر ہوا۔ کھانے اور تیاری نماز کے وقفے کے بعد تین بجے نماز ظہر و عصر با جماعت ادا کی گئیں جس کے بعد اختتامی اجلاس کا انعقاد ہوا۔

سالانہ اجتماع کا اختتامی اجلاس

سالانہ اجتماع کا اختتامی اجلاس 12 ستمبر 2021ء بروز اتوار قریباً ساڑھے تین بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی زیر صدارت منعقد ہوا جب پیارے آقا اسلام آباد (یوکے) میں نئے تعمیر کیے جانے والے ایم ٹی اے کے سٹوڈیو میں رونق افروز ہوئے۔ پروگرام کا باقاعدہ آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو مکرم حافظ طیب احمد صاحب نے طاہر ہال (بیت الفتوح لندن) سے کی اور بعد ازاں آیات کریمہ (سورۃ آل عمران:106-102) کا اردو ترجمہ بھی پڑھ کر سنایا۔ اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی اقتدا میں انصار نے کھڑے ہو کر اپنا عہد دہرایا۔ پھر مکرم عمر شریف صاحب نے سیّدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا پاکیزہ کلام خوش الحانی سے پیش کیا:

ہمیں اُس یار سے تقویٰ عطا ہے
نہ یہ ہم سے کہ احسانِ خدا ہے

نظم کے بعد مکرم ڈاکٹر چوہدری اعجاز الرحمٰن صاحب صدر مجلس انصاراللہ برطانیہ نے اجتماع کی مختصر رپورٹ پیش کرتے ہوئے بتایا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل اور حضور انور کی دعاؤں کے طفیل امسال کا اجتماع ایک مرتبہ پھر مجلس انصاراللہ برطانیہ کے لیے تاریخی حیثیت کا حامل ہے۔ 2019ء میں حضور انور نے ازراہِ شفقت مجلس انصاراللہ یوکے کی اجتماع گاہ سے خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا تھا۔ اور ہم ایک بار پھر بہت خوش قسمت ہیں کہ امسال ہمیں یہ منفرد اعزاز حاصل ہو رہا ہے کہ ہم وہ پہلی ذیلی تنظیم ہیں جس کے اجتماع میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ آن لائن رونق افروز ہو رہے ہیں اور virtually خطاب فرمانے جا رہے ہیں۔ خاکسار مجلس انصاراللہ کی طرف سے حضور انور کا شکر گزار ہے کہ حضور انور نے ہماری کمزوریوں سے درگزر فرماتے ہوئے ہم پر شفقت فرمائی ہے۔ نیز خدمت اقدس میں دعا کی درخواست کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں حضور انور کی توقعات اور اعتماد پر پورا اترنے کی توفیق عطا فرمائے۔

مکرم صدر صاحب نے بتایا کہ مجلس انصاراللہ برطانیہ نے اس سال کے لیے اپنا موضوع (theme) ''تقویٰ'' سال کے آغاز میں ہی مقرر کر دیا تھا۔ امسال کُل 145 مجالس میں سے 75 مجالس اور کُل 18 ریجنز میں سے 15 ریجنز نے عالمی کرونا وبا کے باوجود اپنے اجتماعات منعقد کرنے کی توفیق پائی۔ جون میں حضور انور کی طرف سے سالانہ اجتماع کی منظوری ملنے کے بعد مکرم فہیم احمد انور صاحب (ناظم اعلیٰ اجتماع) کی قیادت میں ایک ٹیم نے موجودہ حالات کو پیش نظر رکھتے ہوئے اجتماع کے کامیاب انعقاد کو ممکن بنانے کے لیے غیر معمولی محنت کی۔ اجتماع کے دوران علماء سلسلہ کی تقاریر، مختلف علمی و ورزشی مقابلہ جات کے علاوہ چند ورکشاپس بھی منعقد کی گئیں جن کے ذریعے انصار کو سائیکل کے استعمال کے فوائد، عمومی صحت کی بہتری اور وصیت لکھنے کے حوالے سے قانونی پہلوؤں کے متعلق آگاہی دی گئی۔ اجتماع کے دوران شعبہ تبلیغ کے علاوہ مسرور آئی انسٹیٹیوٹ برکینا فاسو اور چیریٹی واک کے حوالے سے خصوصی نشستوں کا اہتمام بھی کیا گیا۔

مکرم صدر صاحب موصوف نے رپورٹ کے اختتام پر حضور انور کی خدمت

میں ایک بار پھر دعا کی درخواست کرتے ہوئے عرض کیا کہ خدا تعالیٰ ہمیں حقیقی معنوں میں انصاراللہ بننے کی توفیق عطا فرمائے۔ نیز بتایا کہ امسال مقام اجتماع میں حاضرین کی کُل تعداد 1573 رہی ہے جبکہ ساڑھے آٹھ ہزار سے زیادہ انصار یوٹیوب کے ذریعے اجتماع کے پروگرام میں شامل ہیں۔

اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشاد پر مکرم محمد محمود خان صاحب قائد عمومی مجلس انصاراللہ برطانیہ نے گزشتہ سال کی کارگزاری کے حوالے سے مقابلہ بین المجالس وریجنز (برائے علم انعامی) کے نتائج کا اعلان کیا جو درج ذیل ہے:

گزشتہ سال کے دوران مجموعی کارگزاری کی بنیاد پر ریجنز کی پوزیشن یہ رہی:

اوّل: ساؤتھ ریجن۔ دوم: فضل ریجن۔ سوم: نارتھ ویسٹ ریجن

چھوٹی مجالس کے مقابلے میں پوزیشن یوں رہی:

اوّل: ڈونکاسٹر Doncaster (نارتھ ایسٹ ریجن)

دوم: لیڈز Leeds (نارتھ ایسٹ ریجن)

سوم: جامعہ احمدیہ یوکے (مقامی ریجن)

جبکہ بڑی مجالس کے علم انعامی کے مقابلے میں پوزیشن یہ تھی:

اوّل: ہارٹلے پُول Hartlepool (نارتھ ایسٹ ریجن)

دوم: مجلس بیت الفتوح (بیت الفتوح ریجن)

سوم: موسک ویسٹ Mosque West (فضل ریجن)

یہ امر قابل ذکر ہے کہ مجلس ہارٹلے پُول نے کارگزاری کی بنیاد پر اوّل آکر مسلسل دوسرے سال علم انعامی حاصل کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان تمام مجالس کے لیے یہ اعزازات بابرکت فرمائے۔ آمین

بعد ازاں تین بج کر ستاون منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے خطاب کا آغاز فرمایا جو قریباً چالیس منٹ تک جاری رہا۔

اجتماع کے بعض قابل ذکر کوائف

یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ دونوں دن اجتماع کا آغاز نماز تہجد سے ہوتا رہا۔ نماز فجر کے بعد درس دیا جاتا۔ بعد ازاں پُر تکلّف ناشتے کے ساتھ ساتھ رجسٹریشن کا مرحلہ شروع ہوجاتا۔ اجتماع میں شامل ہونے والوں کے لیے اُن کی سہولت کے مطابق کسی مخصوص دن کے حوالے سے پہلے سے ہی دعوت نامے جاری کیے جاچکے تھے۔ چنانچہ انصار کے تشریف لانے کے بعد Covid Management کی نظامت کے تحت پہلے ٹمپریچر چیک کیا جاتا، ڈبل ویکسین کا سرٹیفکیٹ اور کووڈ لیٹرل فلوٹیسٹ کے نتائج دیکھنے کے بعد ایک کارڈ جاری کیا جاتا۔ یہ کارڈ رجسٹریشن ٹیم کو دکھا کر رجسٹریشن کا عمل مکمل ہوتا جس کے بعد انصار کو مقام اجتماع یعنی طاہر ہال میں داخل ہونے کی اجازت تھی۔ ہال میں چارصد کرسیاں ترتیب سے لگائی گئی تھیں۔ سٹیج کے ایک جانب ایک بہت بڑی ٹی وی اسکرین (TV screen) نصب کی گئی تھی جس سے ہال کے پچھلے حصہ میں بیٹھے احباب بھی اجتماع کی کارروائی سے مستفید ہورہے تھے۔ نیز یہ ٹی وی اسکرین پریزنٹیشنز (Presentations) کے دوران مختلف گرافس اور تصاویر پیش کرنے کے لیے بھی استعمال کی جارہی تھی۔

جیسا کہ قبل ازیں بیان کیا جاچکا ہے کہ امسال سالانہ اجتماع کا theme (یعنی مرکزی عنوان) تقویٰ رکھا گیا تھا۔ سٹیج کے بیک گراؤنڈ میں کینوس پر سورۃ آل عمران کی آیت نمبر 103 مع اردو وانگریزی تراجم کے درج کی گئی تھی۔ یہ آیت درج ذیل ہے:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ۔

(ترجمہ: اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ کا ایسا تقویٰ اختیار کرو جیسا اس کے تقویٰ کا حق ہے اور ہرگز نہ مرو مگر اس حالت میں کہ تم پورے فرمانبردار ہو۔)

اسی طرح طاہر ہال کے اطراف میں تقویٰ کے موضوع پر قرآن کریم کی منتخب آیات، احادیث مبارکہ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے کرام کے زرّیں ارشادات کے نہایت دیدہ زیب بینرز آویزاں تھے۔ مثلاً:

☆ ’’اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور صادقوں کے ساتھ ہوجاؤ۔‘‘ (سورۃ التوبہ)

☆ ’’پس اللہ کا تقویٰ اختیار کرو جس حد تک تمہیں توفیق ہے اور سنو اور اطاعت کرو اور خرچ کرو (یہ) تمہارے لیے بہتر ہوگا۔ (سورۃ التغابن)

☆ ’’بلاشبہ اللہ کے نزدیک تم میں سب سے زیادہ معزز وہ ہے جو سب سے زیادہ متقی ہے۔‘‘ (سورۃ الحجرات)

☆ ’’اور جو اللہ کا تقویٰ اختیار کرے اللہ اپنے حکم سے اس کے لیے آسانی پیدا کردے گا۔‘‘ (سورۃ الطلاق)

☆ ’’اگر شریعت کو مختصر طور پر بیان کرنا چاہیں تو مغز شریعت تقویٰ ہی ہوسکتا ہے۔‘‘ (حضرت مسیح موعودعلیہ السلام)

☆ ’’اگر تم اپنی اصلاح کرلوگے اور خدا تعالیٰ سے دعائیں کروگے تو تمہارا اللہ تعالیٰ سے تعلق قائم ہوجائے گا اور اگر تم حقیقی انصاراللہ بن جاؤ اور خدا تعالیٰ سے تعلق پیدا کرلو تو تمہارے اندر خلافت بھی دائمی طور پر رہے گی اور وہ عیسائیت کی خلافت سے بھی لمبی چلے گی۔‘‘ (حضرت مصلح موعودؓ)

☆ تقویٰ کی جڑ یہی ہے کہ خالق سے پیار ہو
گو ہاتھ کام میں ہوں مگر دل میں یار ہو
(حضرت مصلح موعودؓ)

امسال کاروں کی پارکنگ کا انتظام مسجد بیت الفتوح کے سامنے والی گراسی فیلڈ میں کیا گیا تھا جس کی اس مقصد کے لیے کونسل سے منظوری حاصل کی گئی تھی۔ اسی فیلڈ میں ورزشی مقابلہ جات بھی منعقد ہوئے۔

مسجد بیت الفتوح کے داخلی دروازے کے قریب مسرور آئی ہسپتال برکینا فاسو کے حوالہ سے بھی جس معلوماتی نمائش کا اہتمام کیا گیا تھا اس میں ہسپتال کی عمارت کے ماڈل کے علاوہ ہسپتال کی تعمیر کے مختلف مدارج کی تصاویر نیز آئندہ کے لیے اس ہسپتال کی ضروریات کے حوالہ سے معلومات پیش کی گئی تھیں۔

امسال اجتماع کے موقع پر رہائش کا انتظام نہیں کیا گیا تھا۔ ایک بڑی مارکی کو طعام گاہ کے طور پر استعمال کیا جارہا تھا۔ جس میں مجموعی طور پر 95 میزیں اور 625 کرسیاں لگائی گئی تھیں۔ اضافی مہمانوں کے لیے مارکی کے باہر بیٹھ کر کھانے کا انتظام بھی تھا۔ نیز بزرگان اور کارکنان کے لیے کھانے کا علیحدہ انتظام بھی کیا گیا تھا۔ گرم چائے کا انتظام بہت عمدہ تھا۔ اسی طرح ماحول کی صفائی کا خاص طور پر اہتمام کیا گیا تھا۔ اجتماع کی کارروائی کے دوران حاضرین کے لیے پانی کی بند بوتلیں وافر مقدار میں مہیا کی جاتی رہیں۔ امسال بھی اردو زبان میں کی جانے والی تمام تقاریر کا Live (براہ راست) انگریزی زبان میں ترجمہ کا انتظام تھا۔ حسب ضرورت انگریزی کے پروگرام کے تراجم کا بھی انتظام کیا گیا تھا۔

بقیہ از صفحہ 8:

حضرت امّاں جانؓ

خادمات کے ہمراہ وہاں چلی گئیں۔کسی نے تازہ پانی نکالا تو اوپر سے انہی بھابھی صاحبہ نے کڑک کر آواز دی کہ کون ہے اس وقت؟ نیچے سے کہا گیا کہ دِلّی والی ہے۔ بھابھی نے جواب دیا کہ دلّی والی ہے تو یہاں کیا لینے آئی ہے، اپنے گھر میں کنواں لگوا لے۔ اماں جانؓ فوراً وہاں سے گھر آ گئیں اور چپ بیٹھ گئیں۔ حضرت صاحب کو ان کی خاطر داری بہت منظور تھی۔ خاموش دیکھ کر پوچھا کہ کیا بات ہے۔ انہوں نے سب ماجرا کہہ دیا۔ حضرت صاحب نے اسی وقت ملک غلام حسین صاحب رہتاسی کو حکم دیا کہ فوراً مزدور لاؤ اور ابھی کنواں کھودنا شروع کر دو۔ دن رات مسلسل کام کر کے چار پانچ دن میں کنواں تیار کروا لیا گیا۔

صاحبزادہ میاں محمود احمد صاحب اپنے بچپنے میں جب کبھی کھیلتے ہوئے اپنی تائی کے گھر جا نکلتے تھے تو وہ کہا کرتی تھیں کہ ''چل وے چل جھو جئی اِ ںّ او ہو جئی کوکو'' یعنی جیسا باپ ویسا ہی بیٹا نکلے گا۔ مگر خدا تعالیٰ کے الہام ''تائی آئی'' نے پورا ہونا تھا۔ آخر کار 1916ء میں حضرت خلیفہ ثانیؓ کی تائی اور حضرت مسیح موعودؑ کی بھابھی نے مخالفت ترک کر دی اور اسی 'کوکو' کے ہاتھ پر بیعتِ سلسلہ کر لی اور 93 سال کی عمر پا کر بہشتی مقبرہ قادیان میں دفن ہوئیں۔

چونکہ حضرت صاحب اپنی بیوی کا بہت خیال رکھتے تھے۔ اس وجہ سے ایک دیہاتی عورت نے کہا کہ ''مرزا اپنی بیوی دی بڑی گل مَن دا ای'' اور مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی تو کہا کرتے تھے کہ یہاں پر ملکہ کا راج ہے۔ یعنی حضرت صاحب اپنی بیوی کی بات بہت مانتے ہیں دوسرے اس زمانے میں ہندوستان پر ملکہ وکٹوریہ کا راج تھا۔

حضرت اماں جانؓ نے سینکڑوں غریب اور یتیم لڑکیوں کی پرورش فرمائی۔ تربیت کر کے ان کی موزوں جگہ شادی کی اور بعد میں ہمیشہ ان کا خیال رکھا۔ آپ کی عادت تھی کہ کبھی کبھی محلّہ جات میں جا کر ایک ایک گھر کے مکین کا حال پوچھتیں اور لوگ فخر کرتے تھے کہ حضرت اماں جانؓ ہمارے گھر تشریف لائیں۔

1916ء میں ایک دفعہ پٹیالہ تشریف لے گئیں تو جیل کے قیدیوں کو حکام سے اجازت لے کر کھانا کھلایا۔ جولڑکیاں اندرون خانہ کام کرتی تھیں ان کا بہت خیال رکھتی تھیں۔ جب کوئی باہر سے تحفہ یا پھل آتا تو ان کا حصہ ضرور نکال لیتیں۔ ہمارے قاضی محمد عبداللہ صاحب کی ہمشیرہ امۃ الرحمٰن صاحبہ کا بیان ہے کہ ایک دفعہ وہ کام کرنے کے بعد گھر چلی گئیں تو اماں جان نے فرمایا کہ امۃ الرحمٰن کا حصہ اب نہیں نکالنا وہ چلی جاتی ہے۔ اتفاق سے وہ اس وقت وہاں موجود تھیں۔ اس کا حصہ دیتے ہوئے فرمایا تم اکثر چلی جاتی ہو اور پھر پیچھے تیرا مکلاوہ بھجوانا پڑتا ہے۔ اس پر بہت ہنسی ہوئی۔

انہی کا بیان ہے کہ گرمی سخت تھی حضرت اماں جانؓ نماز پڑھنے لگیں میں پنکھا کرنے لگی جب آپ نے نماز ختم کر لی تو میں نے نماز شروع کر دی تو امّاں جانؓ نے مجھے پنکھا کرنا شروع کر دیا۔ میں بہت گھبرائی کہ ان کو تکلیف دے رہی ہوں۔ میں نے سلام پھیرا تو عرض کیا کہ آپ کیوں تکلیف فرما رہی ہیں۔ فرمایا کیا میں ثواب حاصل نہ کروں!

حکیم عبدالعزیز صاحب فرماتے ہیں کہ میں نے ایک دفعہ میاں شریف احمد صاحب کو کہا کہ بندوق لے آؤ شکار کو چلیں۔ وہ بندوق نہ لائے اور آ کر کہہ دیا کہ امّاں جان نے فرمایا ہے کہ آجکل جانور بچے دے رہے ہوتے ہیں شکار کرنا مناسب نہیں۔ میں بھی بچوں والی ہوں یہ برداشت نہیں کر سکتی۔

حضرت امّاں جان کو ہر قسم کا اچار بہت پسند تھا خصوصاً ڈیلوں کا۔ شروع زمانہ میں حضرت مسیح موعودؑ کے پاس کبھی کبھی کوئی مہمان آتا تھا۔ منشی عبداللہ سنوری صاحبؓ اور منشی ظفر احمد صاحبؓ قادیان میں تھے کوئی پیشگوئی پوری ہوئی تو منشی ظفر احمد صاحبؓ نے حضرت اقدسؑ سے عرض کیا کہ آج تو کچھ کھلائیں۔ آپ نے دریافت فرمایا کیا کھانا چاہتے ہیں۔ منشی صاحب نے کہا کہ ''گوشت''۔ ان دنوں قادیان میں گوشت کہاں تھا۔ بٹالہ 12 میل دور تھا وہاں سے لایا کرتے تھے۔ اتفاق سے گوشت والا آ گیا۔ جب مسجد مبارک میں کھانا کھانے بیٹھے تو منشی ظفر احمد صاحبؓ نے از راہِ تفنن کہا کہ حضرت شوربہ تو ہے مگر بوٹیاں کہاں گئیں۔ حضرت صاحب نے کہا کہ میں ابھی اندر جا کر دریافت کرتا ہوں۔ اندر سے اماں جانؓ نے مزاحاً کہہ دیا کہ گوشت بالکل گھل مل گیا ہے۔ حضرت صاحب نے آ کر یہی کہہ دیا۔ تھوڑی دیر کے بعد منشی صاحب نے پوچھا کہ ہڈیاں کدھر گئیں؟ حضرت صاحب پھر اندر تشریف لے گئے کہ منشی ظفر صاحب کہتے ہیں کہ پھر ہڈیاں کدھر گئیں؟ امّاں جانؓ نے کہہ دیا وہ بھی گل گئیں۔ حضرت صاحب مطمئن ہو کر باہر آ گئے اور یہی جواب سنا دیا۔ اس کے ساتھ ہی امّاں جان نے علیحدہ پلیٹ میں کافی مقدار میں گوشت بھجوا دیا۔

ایک دفعہ حضرت اماں جانؓ نے خواب دیکھا کہ ایک عورت آئی ہے اور اس کے ساتھ بے شمار بچے ہیں۔ اس سے جب پوچھا گیا کہ تُو کون ہے؟ تو کہنے لگی کہ عیسیٰ کی بیٹی ہوں۔ مسلمان ہونے کے واسطے مرزا جی کے پاس آئی ہوں۔ تعبیر یہ تھی کہ بہت عیسائی مسلمان ہوں گے۔

حضرت اقدسؑ کی وفات پر آپ نے جو صبر کا نمونہ دکھایا اس کی مثال ملنی مشکل ہے۔ بھائی عبدالرحمٰن صاحبؓ قادیان بیان کرتے ہیں کہ حضرت اقدسؑ کے جنازے کے ہمراہ حضرت امّاں جانؓ واپس قادیان رتھ میں بیٹھ کر جا رہی تھیں تو بھائی جی سے فرمایا: ''بھائی جی! شادی کے بعد میں اسی راستے سے گزری تھی اور اب میں اسی راستے سے بیوہ ہو کر گزر رہی ہوں۔'' اور پھر رونے لگ گئیں۔

ہر طرف سے برکتوں پر برکتیں دیکھنے کے بعد 21 اپریل 1952ء کو رات 2 بجے آپ کی پاک روح اعلیٰ علّیین کی طرف پرواز کر گئی۔ اللہ تعالیٰ کی آپ پر ہزاروں ہزار رحمتیں ہوں۔

ورق تمام ہوا اور مدح باقی ہے
سفینہ چاہیے اس بحرِ بیکراں کے لیے